ماہِ صیام

اشرف علی قریشی
مدیر جامعہ اشرفیہ
پشاور - پاکستان

ماہِ صیام

اشرف علی قریشی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ــــــــــ ماہِ صیام
مرتب ــــــــــ مولانا اشرف علی قریشی
کتابت ــــــــــ سید نور احمد شاہ / عبد القہار
ناشر ــــــــــ موتمر المولفین
بار اول ــــــــــ شعبان ۱۴۰۳ھ
پرنٹرز ــــــــــ پبلک آرٹ پریس پشاور

ملنے کا پتہ

موتمر المولفین دار العلوم جامعہ اشرفیہ پشاور (پاکستان)
فون: ۶۰۵۶۷ — ۷۲۸۶۰ — ۷۲۶۴۲

ابتدا

تیرے نام سے

؟

فہرست مضامین	صفحہ

۱۔ حرف اول	۷
۲۔ فرضیتِ رمضان المبارک	۱۰
۳۔ روزے کے معنے	۱۴
۴۔ ابتدائے اسلام	۱۵
۵۔ دینِ فطرت	۱۶
۶۔ آسمانی کتابوں کے نزول کی تاریخ	۱۸
۷۔ ارادہ خداوندی	۲۰
۸۔ تقویٰ	۲۲
۹۔ شعبان میں آنحضرت صلعم کا خطبہ	۲۳
۱۰۔ خوشی کا سماں	۲۶
۱۱۔ حضرت بلال رضؓ کو حکم	۲۶
۱۲۔ صبر کے اصل معنی	۲۸
۱۳۔ غم خواری	۲۹
۱۴۔ وسعتِ رزق	۳۰

فہرست مضامین	صفحہ

۱۵۔ ایک گھونٹ پانی	۳۰
۱۶۔ حصّۂ رحمت	۳۲
۱۷۔ سائلوں کو عطاؔ	۳۴
۱۸۔ رمضان کی آخری رات میں بخشش	۳۵
۱۹۔ شیاطین کی قید	۳۶
۲۰۔ روزہ دار کا اعزاز	۳۹
۲۱۔ گناہوں کی معافی	۴۰
۲۲۔ روزے کی جزاء	۴۲
۲۳۔ اخلاص نیت	۴۴
۲۴۔ سرکش شیاطین کی بندش	۴۵
۲۵۔ ایک پکارنے والا	۴۸
۲۶۔ روزے اور قرآن کی سفارش	۴۸
۲۷۔ تلاوتِ قرآن	۵۰
۲۸۔ اوقات میں برکات	۵۱

فہرست مضامین	صفحہ
۲۹۔ جنت میں حوروں کی روزہ	۵۲
۳۰۔ جنت کی تزئین	۵۳
۳۱۔ جھوٹ سے اجتناب	۵۴
۳۲۔ ایک سوال	۵۶
۳۳۔ مغرب کی نقالی	۵۷
۳۴۔ پستی اور غفلت	۵۹
۳۵۔ دو مہینے کے روزے	٦۴
۳٦۔ جہنم سے ستر سال کی مسافت	٦۸
۳۷۔ مخبر صادق صلعم کی اطلاع	۷۰
۳۸۔ ریاکاری سے اجتناب	۷۱
۳۹۔ رمضان المبارک کی برکتیں	۷۷
۴۰۔ روزہ میں عجز و انکساری	۸۰
۴۱۔ حضرت عیسیٰؑ کا واقعہ	۹۲

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیمؕ

حرف اوّل

ارکان اسلام پر جتنا بھی مواد عامۃ المسلمین تک پہنچایا جائے اتنا ہی امتِ مرحومہ کے حق میں بہتر اور سود مند ثابت ہو سکتا ہے۔ بحمد اللہ اس سلسلے میں اکابرینِ امت نے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ اور بہت سا قیمتی مواد امتِ مسلمہ کو فراہم کیا۔ جس میں اُن کا تقویٰ اور علمی باریک بینیاں جگمگاتی نظر آتی ہیں۔ اُن کی ایک ایک سطر سے للہیّت اور اُن کے اخلاص کے موتی ٹپکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دل کی گہرائیوں تک اس کی رسائی ہو جاتی ہے۔

پیشِ نظر کتاب "ماہِ صیام" اسلام کے ایک اہم رکن یعنی رمضان المبارک کے احکام و مسائل اور فضائل پر مشتمل ہے ظاہر ہے کہ اس اہم دینی فریضہ سے انسان اس وقت صحیح

معنوں میں سبکدوش ہو سکتا ہے جبکہ اس کے احکام ومسائل سے بخوبی واقفیت رکھتا ہو۔ انسان کو اُس وقت عبادت کا مزہ بھی آتا ہے اور اسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنے اعمال وافعال اورادعیہ میں اپنے مالک الملک اور احکم الحاکمین کے حضور کس چیز کی طلب کر رہا ہوں۔ اور اس عبادت میں جو حکم مجھے مل رہا ہے اس سے میرے اللہ جل جلالہ کی کیا منشا ہے؟ اور اس کی رضا جوئی کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ حقیر نے اسی چیز کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس کتاب کو قرآن وسنت کی روشنی میں ترتیب دینے کی سعی کی ہے۔ اور کوشش کی ہے کہ ایسا طرز اسلوب اختیار کیا جائے جو عام فہم ہو اور اس سے ہر سطح کے لوگ استفادہ کر سکیں۔ میں اپنی اس کوشش میں جہاں تک کامیاب ہو سکا ہوں اس کا جواب میں اپنے قاری پر چھوڑتا ہوں؟

ترتیب دیتے وقت احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ بہرحال پھر بھی انسان خطا ونسیان کا پتلا ہے اور پھر مجھ جیسا ظلوم وجہول انسان جسے اپنی کم علمی اور کم مائیگی کا پورا احساس ہر وقت دامن گیر رہتا ہے۔ تو اہلِ علم حضرات سے مؤدبانہ

درخواست ہے کہ وہ اگر کتاب میں کسی جگہ کوئی فروگزاشت پائیں تو ضرور رہنمائی فرمائیں۔ تاکہ اس کی اصلاح کی جا سکے۔

گرچہ بدنامی ست نزدِ عاقلان
ما نمی خواہیم ننگ و نام را۔

آخر بس خدائے بزرگ و برتر کے حضور عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ اس کتاب اور ناچیز کی دیگر کتب کو جو کہ صرف اُسی ذاتِ کبریا کی رضا جوئی کے جذبے سے سرشار ہو کر ترتیب دی ہیں کو عامۃ المسلمین کے لئے نافع فرما کر مجھ سیاہ کار کے لئے نجات کا سبب بنا دے آمین۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اشرف علی قریشی

۳، شعبان ۱۴۰۳ھ
بوقت ساڑھے بارہ بجے ظہر

فرضیّت رمضان المبارک

قرآن حکیم میں اللہ تبارک وتعالےٰ نے رمضان المبارک کے متعلق چند آیات میں اس کی اہمیت اور غرض وغایت بیان کی ہے۔

ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

اے ایمان والو! فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے اگلوں پر، تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

چند روز ہیں گنتی کے، پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا مسافر تو اس پر ان کی گنتی ہے۔ اور دنوں سے، اور جن کو طاقت ہے روزہ کی اُن کے ذمہ بدلا ہے ایک فقیر کا کھانا پھر جو کوئی خوشی سے کرے نیکی تو اچھا ہے اس کے واسطے، اور روزہ رکھو تو بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔

مہینہ رمضان کا ہے۔ جس میں نازل ہوا قرآن
ہدایت ہے واسطے لوگوں کے اور دلیلیں
روشن، راہ پانے کی اور حق کو باطل سے
جدا کرنے کی، سو جو کوئی پائے تم میں سے
اس مہینہ کو تو ضرور روزے رکھے اس کے،
اور جو کوئی ہو بیمار یا مسافر تو اس کو گنتی
پوری کرنی چاہیئے اور دنوں سے، اللہ
تعالےٰ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہیں
چاہتا تم پر دشواری اور اس واسطے کہ تم
پوری کرو گنتی۔ اور تاکہ بڑائی کرو اللہ ج
کی اس بات پر کہ تم کو ہدایت کی اور تاکہ تم
احسان مانو۔

اِن آیاتِ مبارک میں رب العزت اہلِ ایمان کو
مخاطب کر کے انہیں حکم دے رہا ہے کہ آپ روزے
رکھیں تاکہ فلاح پانے والے بن جائیں، روزے
کے اس عمل سے انسان کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ نفس
پاک وصاف اور طیب و طاہر ہو جاتا ہے، انسان

کے اندر جو اخلاقِ رذیلہ ہوتے ہیں وہ اس سے پاک ہو جاتا ہے۔ اس عمل سے انسان کے اندر وہ کردار پیدا ہوتا ہے جس کی تکمیل کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ آپ کی بعثت کا مقصدِ مبارک بھی اللہ کے بندوں کا تزکیہ قلوب ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا، جوکہ حضرت خلیل نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں فرمائی تھی اس میں فرمایا گیا تھا کہ اے اللہ ایک ایسے رسول کو ان میں مبعوث فرما جوکہ ان کے قلوب کا تزکیہ فرمائیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں جوکہ انہوں نے رب العزت کے حضور میں پیش کئے۔

اے پروردگار ہمارے اور بھیج اُن میں ایک
رسول اُن ہی میں تاکہ پڑھے اُن پر تیری آیتیں
اور سکھلاوے اُن کو کتاب اور کی باتیں
اور پاک کرے اُن کو بے شک تو ہی بہت
زبردست بڑی حکمت والا۔

سورۂ بقرہ کی اس آیت میں اور سورۂ آلِ عمران اور سورۂ جمعہ کی آیات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے متعلق ایک ہی مضمون ایک ہی طرح کے الفاظ میں آیا ہے جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا میں تشریف لانے کے مقاصد یا آپ کے عہدہ نبوت و رسالت کے فرائضِ منصبی تین بیان کئے گئے ہیں۔ ایک تلاوتِ آیات، دوسرے تعلیم کتاب وحکمت، تیسرے لوگوں کا تزکیہ[۱] اخلاق وغیرہ۔

اگر آپ غور فرمائیں تو رمضان المبارک کا مقصد وحید یہی ہے کہ انسان کے اندر وہ اعلیٰ صفات پیدا ہوں کہ یہ نام کا مسلمان نہیں بلکہ کردار کا مسلمان ہو علم وعمل کا مجسمہ ہو اس کے اندر خودغرضی کی بجائے ایثار ومحبت ہو، درندگی کی بجائے رحم وعفو ہو، غرض کہ ایک مسلمان جسے دیکھ کر صحیح معنوں میں یہ احساس ہو کہ یہ اللہ تبارک وتعالےٰ کا فرمان بردار بندہ ہے۔

---

[۱] معارف القرآن جلد اوّل

روزہ کے معنی روزہ کے معنی اللہ تعالےٰ کے فرمان کی بجا آوری کی خالِص نیت کے ساتھ کھانے پینے اور جماع سے رُک جانے کے ہیں۔ اس سے فائدہ یہ ہے کہ نفسِ انسان پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ ردّی اور گرے ہوئے اخلاق سے انسان کا تنقیہ ہو جاتا ہے۔ اُمّتِ محمدیہؐ سے پہلے گذرے ہوئے انبیاء کرامؑ کی اُمتوّں پر یہ روزے فرض کئے گئے تھے جیسے کہ آیت مبارک میں آیا ہے۔ کہ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ جس طرح تم سے اگلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔

حضرت مُعاذ، حضرت ابنِ مسعود، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہم، حضرت عطاء، قتادہ اور ضحاک رحمہم اللہ کا فرمان ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے ہر مہینہ میں تین روزوں کا حکم تھا جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بدلا اور ان پر اس مبارک مہینہ کے روزے فرض ہوئے۔

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگلی اُمتوں پر بھی ایک مہینہ کامل کے روزے فرض تھے۔ ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ رمضان کے روزے تم سے اگلی امتوں پر فرض تھے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگلی امتوں کو یہ حکم تھا کہ جب وہ عشاء کی نماز ادا کر لیں اور سو جائیں تو اُن پر کھانا پینا عورتوں سے مباشرت کرنا حرام ہو جاتا تھا۔

ابتدائے اسلام :

ابتدائے اسلام میں اس بات کی اجازت تھی کہ اگر ایک انسان باوجود قوت وطاقت کے بھی روزہ نہ رکھنا چاہے تو اس کو اس کی اجازت تھی مگر بعد میں یہ حکم دوسرے حکم سے بدل دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ سو جو کوئی پائے تم میں سے اس مہینہ کو تو ضرور روزے رکھے اس کے"۔ بعد کے حکم نے "تندرست و قوی کے لئے

یہ اختیار ختم کر کے اُن پر صرف روزہ لازم کر دیا۔ مگر ایک ایسا انسان جو کہ بہت بوڑھا ہے اور اس کو روزہ رکھنے کی قوت نہیں ہے۔ اس کے لئے اب یہ حکم باقی ہے کہ وہ روزے کے بدلے میں فدیہ دے دے۔

حضرتِ اَنَس بنِ مالِکؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بڑی عمر (یعنی) بڑھاپے کے آخری وقتوں میں سال دو سال تک روزہ نہ رکھا اور ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو روٹی گوشت کھلا دیا۔ مُسْندِ ابو یعلےٰ میں ہے کہ جب حضرت اَنَسؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو گئے تو گوشت روٹی تیار کر کے تیس ۳۰ مسکینوں کو بلا کر[1] کھلا دیا۔

دینِ فطرت

اسلام دینِ فطرت ہے۔ اس میں ہر چیز میں خالقِ ارض و سماوات کی طرف سے آسانی ہے۔ ہر چیز میں رعایت دی گئی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان

---

[1] تفسیرِ ابنِ کثیر مصنف حافظ عماد الدین ابنِ کثیرؒ

مبارک بھی ہے کہ آپ آسانی والے بنو۔ تکلیف دینے والے نہ بنو۔ اگر آپ جائزہ لیں تو ہر چیز میں کتنی سہولتیں دی گئیں ہیں۔ خدائے بزرگ و برتر اپنے بندوں پر آسانی چاہتا ہے دشواری نہیں چاہتا۔ ارشاد باری تعالے ملاحظہ فرمایئں۔

مہینہ[۵] رمضان کا ہے۔ جس میں نازل ہوا قرآن
ہے واسطے لوگوں کے اور دلیلیں روشن راہ
پانے کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی۔
سو جو کوئی پائے تم میں سے اس مہینہ کو
تو ضرور روزے رکھے اس کے، اور جو کوئی ہو
بیمار یا مسافر تو اس کی گنتی پوری کرنی چاہیئے
اور دنوں سے، اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور
نہیں چاہتا تم پر دشواری اور اس واسطے کہ تم
پوری کرو گنتی اور تاکہ بڑائی کرو اللہ کی اس بات
پر کہ تم کو ہدایت کی اور تاکہ تم احسان
مانو۔

۵۔ یہ آیت مبارک سورۃ بقرہ ۱۸۵ آیت ہے اس سے پہلے مذکورہ آیت ۱۸۴ آپ اوپر کے صفحات میں پڑھ چکے ھیں۔

آسمانی کتابوں کے نزول کی تاریخ

اس آیت مبارک میں چار چیزوں کا بیان ہوا ہے۔

۱:۔ رمضان المبارک کا وہ بابرکت مہینہ ہے جسمیں قرآن حکیم نازل ہوا ہے، یہ شرف وعزت والی کتاب اسی مبارک مہینے میں نازل ہوئی۔ اللہ تبارک وتعالےٰ کی سب سے آخری کتاب جوکہ تمام سابق کتابوں کی خاتم اور جامع ہے اسی ماہ مبارک میں نازل کی گئی ہے۔ مسندِ احمد[۲] کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ابراہیمی صحیفہ رمضان کی پہلی رات اُترا اور تورات چھٹی تاریخ، انجیل تیرھویں تاریخ اور قرآن چوبیسویں تاریخ نازل ہوا۔ ایک روایت کے مطابق زبور بارھویں رمضان المبارک کو نازل ہوئی۔ قرآن حکیم بیت العزۃ

---

[۱]: یہ ترجمہ قرآن حجۃ الاسلام مولانا محمود الحسن رحمتہ اللہ علیہ کی تفسیر سے ماخوذ ہے۔

[۲]: تفسیر ابنِ کثیر جلد اول۔

سے آسمانِ دنیا تک تو ایک ساتھ ایک مرتبہ نازل ہوا اور پھر حسب ضرورت تیس سال میں وقتاً فوقتاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم پر نازل ہوتا رہا۔

۲:- جو مسلمان بھی اس عظمت اور رحمت والے مہینے کو پائے اُسے چاہیئے کہ اس مہینے کے روزے رکھے، ان ساعات کو غنیمت سمجھے۔ پتہ نہیں پھر زندگی وفا بھی کرتی ہے یا نہیں؟ کتنے بد قسمت ہیں وہ اصحاب جو کہ اس مبارک مہینے میں اپنا دامن رحمتِ الٰہی سے نہیں بھرتے ہیں۔ اور یہ عظیم الشان قیمتی ساعتیں ان سے ضائع ہو جاتی ہیں اور ماتم کرنا چاہیئے۔ ان اصحاب کو جو باوجود قدرت رکھنے کے بھی رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھتے اور اِسے بوجھ سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز آنے والے صفحات میں اس کی تفصیل ہم بیان کریں گے اور وہ احادیث مبارک پیش کرینگے جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔

۳:- اسلام دینِ فطرت ہے اس میں انسان پر کوئی ایسی مشقت نہیں رکھی گئی ہے جو کہ انسان کی برداشت سے

باہر ہو احکام اسلام جو بھی ہیں وہ سب کے سب ایسے ہیں جس میں سراسر آسانی ہے۔ کوئی مشکل نہیں اگر ایک انسان بیمار ہے یا کوئی ایسی تکلیف ہے جس کی وجہ سے روزے رکھنے کے قابل نہیں تو شریعتِ اسلام نے اس پر کوئی جبر نہیں کیا، اُسے بعد میں گنتی پوری کر لینی چاہیئے۔

ارادئہ خداوندی

اس آیت مبارک میں اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ
اللہ تعالےٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی ہے سختی کا نہیں۔"

مُسندِ احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر دین وہی ہے جو آسانی والا ہو۔ مسند ہی کی ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ حضرت ابو عروہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے کہ آپ تشریف لاتے۔ سر سے

پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے معلوم ہوتا تھا کہ وضوء یا غسل کر کے تشریف لا رہے ہیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے آپؐ سے سوالات کرنے شروع کر دیئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کیا فلاں کام میں کوئی حرج ہے؟ فلاں کام میں کوئی حرج ہے؟ آخر میں حضورؐ نے فرمایا۔ اللہ کا دین آسانیوں والا ہے۔ تین مرتبہ یہی فرمایا۔

مسند ہی کی ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لوگو! آسانی کرو سختی نہ کرو۔ تسکین دو نفرت نہ دلاؤ۔ صحیحین کی حدیث میں بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما کو جب یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا تم دونوں خوشخبریاں دینا، نفرت نہ دلانا۔ آسانیاں کرنا سختیاں نہ کرنا، آپس میں اتفاق سے رہنا، اختلاف نہ کرنا۔

سنن اور مسانید میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں یکطرفہ نرمی اور آسانی والے دین کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔[1]

آپ نے ملاحظہ کیا کہ اللہ تعالےٰ نے ہم پر کتنی آسانی کی ہے کوئی مشکل کام ہم پر ایسا نہیں ڈالا ہے جو کہ ہماری قوت برداشت سے باہر ہو۔ کتنی مہربانی والے پروردگار ہیں ہمارے، اپنے عباد پر کتنی عنایتیں ہیں۔ اگر وہ چاہتے تو جو بھی حکم فرماتے اس سے خلاصی کا کوئی بھی راستہ نہ تھا وہ مالک الملک ہیں اس کے آگے کسی کی کیا چلتی تھی کہ وہ آپ کے کام میں مداخلت کر سکے۔

تقویٰ

آپ نے اوپر کے صفحات میں رمضان المبارک کے اُن ارشادات کو ملاحظہ فرمایا جو کہ رب العزت نے قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں۔ منشائے ایزدی میں رمضان المبارک کے لیل و نہار سے کیا چیز مراد ہے اور ہمارے پیدا کرنے

---

[1] : ابن کثیر۔

والے ہم سے کیا چیز چاہتے ہیں۔ روزے کا فلسفہ رب العزت نے یہ بیان فرمایا کہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ کہ ہمارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے۔ اگر غور کیا جائے تو ایک تقویٰ آجانے سے انسان اور حیوان کے درمیان فرق نمایاں ہو جاتا ہے ــــ کائنات میں جو کچھ ہے وہ خدائے بزرگ و برتر کی تخلیق کردہ ہے۔ حیوانات میں اور ہمارے درمیان فرق یہ ہے کہ اُن کی زندگی انفرادی ہے وہ کسی کے غم دکھ میں شریک آپ کو نظر نہیں آئیں گے۔ اور وہ اس چیز کے مکلف بھی نہیں ہیں مگر اس کے برعکس انسانیت کو خدائے بزرگ و برتر نے ایک دوسرے کے غم درد میں شریک کرنے کی تلقین فرمائی۔ ہماری زندگی انفرادیت کی بجائے اجتماعیت ہے، مسلمان وہ ہے جو کہ ایک دوسرے کے غمی و خوشی میں شریک آپ کو نظر آئے اور احکم الحاکمین کے حضور یہی اطاعت و فرمان برداری مقصود ہے۔ اس بھوک میں انسان کو کتنی اور انسانوں کی بھوک کا احساس ہوتا ہے۔

شعبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ:-

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں صحابہ کرام رمضان المبارک کا پورا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ نے ہمیں شعبان کے آخری دن خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! ایک بہت بڑے مہینے نے تم پہ سایہ کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس کے روزے کو فرض اور رات کے قیام کو نفل قرار دیا ہے جو شخص کسی نیکی کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی طرف قرب چاہے اس کو اس قدر ثواب ہوتا ہے گویا اس نے فرض ادا کیا۔ جس نے رمضان میں فرض ادا کیا اس کا ثواب اس قدر ہے کہ گویا اس نے رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں ستر فرض ادا کئے۔

وہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔
وہ مواخات کا مہینہ ہے وہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جو اس میں کسی روزہ دار کو افطار کروائے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کی گردن آگ

سے آزاد کر دی جاتی ہے اور اس کو بھی اسی قدر ثواب ملتا ہے۔ اس سے روزہ دار کے ثواب میں سے کچھ کمی نہیں آتی۔ ہم نے کہا — اے اللہ کے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) ہم میں سے ہر ایک افطار نہیں کروا سکتا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی یہ ثواب عطا فرماتا ہے جو ایک گھونٹ دودھ ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے کسی کا روزہ افطار کرواتا ہے جو روزہ دار کو سیر ہو کر کھانا کھلاتا ہے اللہ تعالےٰ اس کو میرے حوض سے پانی پلائے گا۔ کہ وہ جنت میں داخل ہونے تک کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اور یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس کا اول رحمت ہے اس کے درمیان میں بخشش ہے اور اس کے آخر میں آگ سے آزادی ہے۔ جو شخص اس میں اپنے غلام کا بوجھ ہلکا کر دے اللہ اس کو بخش دیتا ہے اور آگ سے آزاد کر دیتا۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف کتاب الصوم الفصل الثالث جلد اوّل۔

خوشی کا سماں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے مہینے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطبۂ مبارک دیا۔ اور رمضان المبارک کی اہمیت اور فضیلت سے اُنہیں خبردار کیا، یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام جب رمضان المبارک کا مہینہ آنے کو ہوتا تو اُن پر بہت بڑا خوشی کا سماں ہوتا۔ آپ بڑی خوشی مناتے کہ رمضان کا برکتوں والا مہینہ آگیا —— آپؐ نے فرمایا وَقِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ ط رات کا قیام خدائے بزرگ و برتر کے حضور کھڑے ہو کر اس کی عبادت کرنا اس کے تقرب کا ذریعہ ہے۔ یعنی اس ماہ مبارک میں شب بیداری کر کے انسان اپنے مولائے کریم کو راضی کر سکتا ہے۔

حضرت بلالؓ کو حکم

رات کو نماز تراویح پڑھنا اور اس کے علاوہ نوافل و قرآن خوانی کرنا باعث ثواب و آجر ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ

کے قرب کا ذریعہ ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ دوسرے زمانوں کی بہ نسبت رمضان المبارک کے ایام میں زیادہ قیام لیل کی طرف ترغیب دیا کرتے تھے۔ اس سے یہ ترشح ہوتا ہے کہ آپؐ کو یہ چیز بڑی محبوب تھی۔ رمضان المبارک کی برکات کا اندازہ آپ اس سے بھی لگا سکتے ہیں کہ اس ماہ مبارک میں نوافل ادا کرنے والا ایسا ہے جیسے کہ اس نے فرض ادا کیا اور جس نے ان ایام میں فرض ادا کئے وہ ایسا ہے جیسے اس نے غیر رمضان میں ستر فرض ادا کیے۔

ابو داوٗد شریف کی روایت میں ہے کہ **فامر بلا لا فنادی فی الناس ان یقوموا وان یصوموا** یعنی جب گواہی گذری رمضان المبارک کے چاند کی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ آپ بلائیں لوگوں کو کہ قیام کریں رات کو یعنی تراویح پڑھیں اور دن کو روزہ رکھیں۔ یہ مہینہ صبر کا ہے وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ والصَّبْرُ ثَوَابُهُ الجَنَّةُ:۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ ماہ مبارک صبر کا ہے

اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔

صَبر کے اصَل معنی

صَبر کے اصل معنی اپنے نفس کو روکنے اور اس پر قابو پانے کے ہیں۔ قرآن وسنت کی اصطلاح میں صبر کے تین شعبے ہیں۔

(۱) اپنے نفس کو حرام و ناجائز چیزوں سے روکنا۔

(۲) طاعات وعبادات کی پابندی پر مجبور کرنا۔

(۳) مصائب وآفات پر صبر کرنا۔ یعنی جو مصیبت آگئی اس کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے سمجھنا اور اس کے ثواب کا امید وار ہونا۔ اس کے ساتھ اگر تکلیف وپریشانی کے اظہار کا کوئی کلمہ بھی منہ سے نکل جائے تو وہ صبر کے منافی نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ کو شہر الصبر اس لئے فرمایا ہے کہ انسان کھانے پینے اور مجامعت وغیرہ سے بند رہتا ہے۔ اور اس پر صبر

کرنا پڑتا ہے کہ کوئی ایسا کام سرزد نہ ہو جس کی منع شارع نے فرمائی ہو۔ وَ شھر المواساۃ!

غمخواری

یہ مہینہ غمخواری کا ہے یعنی فقراء اور مساکین کی دیکھ بھال چاہیئے، ویسے بھی ہر وقت انسان کو معاشرے کے ان افراد کی دیکھ بھال کا حکم دیا گیا ہے۔ جو کہ غربت کی چکی میں پسے ہوئے ہیں۔ مگر اس ماہ مبارک میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خاص تاکید فرمائی ہے کہ ان کے ساتھ غمخواری کرنی چاہیئے۔ تاکہ طبقاتی اونچ نیچ کا قلع قمع ہو سکے جسکو متکبرین اور خدا ناشناس اصحاب نے جنم دیا ہے۔

اس ماہ مبارک میں کسی مسلمان کا افطار کرانا بہت بڑا ثواب ہے۔ جس کے بدلے میں انسان کو جنت کی وہ عظیم نعمت میسر آتی ہے جس کے لئے ایک مؤمن رات دن سعی و جہد کرتا ہے۔

وسعتِ رزق

اس ماہ مبارک میں مؤمن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جو انسان بھی اِن مبارک ایام میں کسی مسلمان کو روزہ افطار کروائے اللہ تبارک وتعالیٰ اس انسان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اور اس کی گردن جہنم کی آگ سے آزاد کر دی جاتی ہے۔ غور کیا جائے تو کتنی سعادت مندی ہے اور کتنی آسانی سے اپنے خالق کی رضامندی حاصل کی جاسکتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ہر ایک افطار نہیں کروا سکتا۔ یعنی ہم سے اکثر فقرا جو کہ خود بھی بہ مشکل گزر اوقات کرتے ہیں کیا اور کسی کی دعوت کر سکیں؟۔

ایک گھونٹ پانی

اللہ کے پیارے رسول صلے اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تبارک و تعالےٰ یہ اجر و ثواب
اس انسان کو بھی عطا فرماتا ہے جو ایک گھونٹ دودھ
ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے کسی کا روزہ افطار
کرا دے، روزہ دار کی پوری خدمت کرنا اور اُسے سیر
ہو کر کھلانے سے اتنا عظیم انعام کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم فرماتے ہیں کہ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ
مِنْ حَوْضِ شَرْبَةً لَا يَظْمَاءُ حَتّٰى يَدْخُلَ
الْجَنَّةَ الخ

جو روزہ دار کو سیر ہو کر کھانا کھلاتا ہے اللہ تعالےٰ
اُسکو میرے حوض سے پلائے گا۔ کہ وہ جنت میں داخل ہونے
تک کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ غفور الرحیم پروردگار کی کتنی مہربانی
اور انعام ہے، کون ہے جو کہ حوضِ کوثر تک اپنی رسائی
ممکن بنا دے۔ کون ہے جو کہ اس رحمتِ خداوندی سے اپنا
دامن بھر لے۔ انسان کو محبتِ مال نے اندھا بنا دیا وگرنہ
معاشرے کے اُن افراد کی معمولی خدمت کرنے سے سب
کچھ کا یہ حقدار ہو سکتا ہے۔ جس کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ
نے اتنے انعامات تخلیق دیئے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ

السّخی حبیب اللہ: سخی انسان اللہ کا دوست ہے اور البخیل عدو اللہ: بخیل انسان اللہ کو ناپسند ہے۔ پڑھنے والے اصحاب اس مقام پر ذرا غور فرمائیں کہ آپ کا شمار اِن میں سے کِس گروپ کے ساتھ ہے؟

حِصّۂ رحمت

مذکورہ حدیث کے آخری الفاظ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مُبارک ان الفاظ پر ختم ہوتا ہے۔ وَھُوَ شَھْرٌ اَوَّلُہٗ رَحْمَۃٌ اِلیٰ وَاعْتَقَہٗ مِنَ النَّارِ کہ اس عظیم الشان مہینے کا اول حِصّہ رحمت ہے۔ اور درمیان عشرۂ بخشش ہے اور آخری عشرۂ میں آگ سے آزادی ہے۔ جو شخص اس مہینے میں اپنے غلام کا بوجھ ہلکا کردے اللہ تعالےٰ اس کو بخش دیتا ہے اور آگ سے آزاد کر دیتا ہے ویسے بھی اپنے نوکر اور خادم کے ساتھ عفو و درگذر کا معاملہ کرنا چاہیئے اور رمضان المبارک کے بابرکت اور

با فضیلت ایام میں خاص کر خدام کا خیال رکھنا چاہیئے
کسی بزرگ کا قول ہے جب بھی خادم کا کوئی کام آپ
کو اچھا نہ معلوم ہو تو فوراً غصہ کے وقت یہ سوچ لینا
چاہیئے کہ یہ بھی میری طرح انسان ہے۔ اللہ نے مجھے
اس پر برتری عطا فرمائی لہٰذا اس کا خیال رکھنا چاہیئے
ایسا نہ ہو کہ اس کے ساتھ بے انصافی کرنے سے اللہ
تبارکؑ و تعالےٰ مجھ سے یہ نعمتیں چھین لے اور پھر مجھ پر
بھی ایسا ہی وقت آ جائے کہ میں خود غلام بن جاؤں۔
ایسے بہت سے واقعات اس روئے زمین میں رونما ہوئے
ہیں کہ بعض اصحاب سمجھے نہیں اور اللہ کی زمین میں تکبّر
کر بیٹھے اور پھر اہلِ زمانہ نے یوں بھی دیکھا کہ جو مال و
متاع والا تھا وہ اسی نوکر کا محتاج اور اُس کے
در کا سوالی بن بیٹھا۔ اس اللہ کے قہر سے ہر وقت
خوف رکھنا چاہیئے۔ اور دوسری بات یہ کہ غصّے کے
وقت یہ سوچنا چاہیئے کہ جس طرح آج میرے سامنے
غلطی کا مرتکب ہوا ہے اس طرح کل میں نے اپنے
مولائے کریم کے پاس حاضر ہونا ہے۔ اگر آج اِسے

معاف کر دوں تو کل پروردگارِ عالم مجھے معاف فرما دینگے۔
حدیث مبارک میں ہے کہ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَاللّٰہُ
یَوْمَ الْقِیَامَۃِ:
جس نے کسی مسلمان کی دنیا میں ستر پوشی کی اللہ تبارک
و تعالیٰ قیامت کے روز اس مسلمان کی ستر پوشی فرمائیں گے۔

سائلوں کو عطا

ایسے حضرات کے بارے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کا اپنا رویہ مبارک کیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ
تعالےٰ عنہما کی روایت ملاحظہ فرمائیں۔
وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہ
عَلَیْہِ وَسَلَّم اِذَا دَخَلَ شَھْرُ رَمَضَانَ اَطْلَقَ
کُلَّ اَسِیْرٍ وَّاَعْطٰی کُلَّ سَائِلٍ ٥
(حضرت) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا۔
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب رمضان کا مہینہ آجاتا
ہر قیدی کو چھوڑ دیتے اور ہر سائل کو دیتے۔
زیر دستوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چھڑا دیتے تاکہ

وہ بھی آزادی کے ساتھ اس ماہ مبارک میں اللہ کی یاد کریں۔ اور اُن پر بوجھ ہلکا ہو۔ آج سارے عالم میں مظلوم اور ظالم کی جو جنگ شروع ہے اگر فقراء اور مساکین کو اسلام دیئے ہوئے حقوق دلوائیں جائیں تو سارا عالم آشتی اور محبت واخوت کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ کروڑوں درود وسلام ہوں حضرت محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے خود عملی نمونہ پیش کر کے سارے عالم میں غرباء اور محنت کشوں کے حقوق کا تعین فرمادیا۔

آپؐ کی عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ ہر مانگنے والے کو آپ بے مراد لوٹنے نہ دیتے یعنی ہر سائل کو دیتے اور خالی ہاتھ نہ لوٹاتے۔ مگر رمضان المبارک[۱] کے ایام میں آپ کی حالت بدل جاتی اور اپنی عادتِ مبارکہ سے زیادہ دیتے۔

رمضان کی آخری رات میں بخشش

رمضان المبارک کے ایام میں

---

[۱] مشکوٰۃ شریف کتاب الصوم بحوالہ بیہقی۔

جب ایک انسان کے اندر انقلابی تبدیلیاں رونما ہوتی
ہیں اپنے نفس کو صبر و شکر اور غم خواری نیز شب بیداری
اور طاعات کا خوگر بنانے سے یہ ایک مکمل صاحب ایمان بن
جاتا ہے اور انسانیت کی اس معراج کو پہنچ جاتا ہے
جس کے لئے حضرت انسان تخلیق دیا گیا ہے۔ یہ اعمال اس
انسان کے لئے ابدی پیغام مسرت بن جاتے ہیں۔ اور اس کو
جہنم کے اس بھیانک عذاب سے نجات مل جاتی ہے۔ جسکی
گرمی و برودت کی تاب لانا ناممکن ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل فرماتے ہیں۔
آپؐ نے فرمایا کہ رمضان کی آخری رات میں میری
اُمت کو بخش دیا جاتا ہے۔ آپؐ سے عرض کیا گیا
اے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم) کیا وہ رات
لیلۃ القدر ہے؟ فرمایا نہیں۔ لیکن کام کرنے والا
جب اپنا کام پورا کر لے اس کو اس کا اجر پورا دیا جاتا ہے۔

شیاطین کی قید

رمضان المبارک کی برکات کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں

کہ رمضان المبارک کے ایام شروع ہوتے ہی سرکش شیاطین
قید کردیئے جاتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا۔
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے، جس وقت
رمضان داخل ہوتا ہے آسمان کے دروازے
کھول دیئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے
کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے
ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے
جاتے ہیں۔ اور شیاطین قید کر دیئے جاتے
ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے
کھول دیئے جاتے ہیں۔

آسمان کے دروازے کھولے جانا یہ کنایہ ہے مراد اس سے
یہ ہے کہ پے درپے رحمت نازل ہوتی ہے اور فی الفور اعمال
درجہ قبولیت پاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے۔
جنت کے دروازے کھولے جانے سے مراد یہ ہے

لہ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

کہ انسان کو توفیق ہوتی ہے نیک کاموں کی جو کہ انسان کے لئے دخول جنت کا باعث بن جاتا ہے۔

دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں سے مراد یہ ہے کہ روزہ دار مجتنب رہتا ایسے کاموں سے جس کی وجہ دوزخ واجب ہونے کا امکان ہو کیونکہ روزہ دار بچتا رہتا ہے کبائر سے اور بخش دیئے جاتے ہیں اس کے صغیرہ گناہ روزوں کی برکت سے شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں سے مراد یہ ہے کہ سرکش شیاطین زنجیروں میں باندھ دیئے جاتے ہیں اور بعض حضرات اہلِ علم کہتے ہیں کہ یہ کنایہ ہے اس کا کہ اس ماہ مبارک میں شیاطین باز رہتے ہیں روزہ دار کو بہکانے سے اور وسوسے ڈالنے سے، انسان کے اندر قوتِ حیوانیہ جو ہوتی ہے وہ روزے کی وجہ سے مغلوب ہو جاتی ہے۔ یہی جڑ ہے غضب اور شہوت کی جو کہ شیطان کے بہکاوے۔ بس بہت جلد آ جاتی ہے۔ اور قوت عقلیہ میں ثبات آ جاتی جس کی وجہ سے طاعات میں آسانی ہوتی ہے۔ جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ رمضان المبارک کے ایام میں طاعات میں آسانی ہوتی ہے۔

روزہ دار کا اعزاز

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت میں آٹھ دروازے ہیں۔ ایک دروازے کا نام "ریان" ہے اس سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے باب الریان" مخصوص کر دیا گیا ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو کہ صائم ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لایدخلہ الا الصائمون باب الریان سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ ریان کے معنی سیراب کے ہیں۔ مطلب یہ کہ روزہ دار کو پہلے شراب طہور سے سیراب کر کے جنت اور انعامات میں داخل کیا جائے گا۔ دنیا میں جو پیاس محسوس کی تھی اس سے ایسا سیراب کر دیا جائے گا تاکہ اس لطف کے ساتھ جنت میں داخل ہوں۔ جو کہ روزہ دار ہی کا اعزاز ہوگا۔

ے : متفق علیہ

ایک روایت میں آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت کا ایک دروازہ ہے کہا جاتا ہے کہ اس کو باب الضحیٰ کہتا ہے۔ پس جب ہوگا دن قیامت کا۔ پکارے گا پکارنے والا یعنی فرشتہ، کہ کہاں ہیں وہ لوگ کہ مداومت کرتے تھے نمازِ ضحیٰ پر یعنی اشراق یا چاشت پر۔ یہ دروازہ تمہارا ہے پس داخل ہو جاؤ اس میں ساتھ رحمتِ خدا کے۔

گناہوں کی معافی:

ایک حدیث میں آیا ہے کہ بابُ التوبہ کہ توبہ والے اس میں داخل ہونگے اور ایک دروازہ ہے کہ غصہ پینے والے اور عفو کرنے والے لوگ اس میں داخل ہوں گے۔ اور ایک دروازہ ہے کہ راضی برضائے مولیٰ اس میں [1] سے داخل ہوں گے۔

(حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص رمضان کے روزے ایمان

---

[1]: مظاہر حق جلد ثانی [2]: بخاری ومسلم شریف

کے ساتھ ثواب کی نیت سے رکھتا ہے اس کے
رمضان کے پہلے کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے
ہیں۔ جس شخص نے رمضان کی راتوں کا قیام ایمان کے ساتھ
ثواب کی نیت سے کیا اس کے پہلے تمام گناہ معاف ہو
جاتے ہیں جس نے لیلۃ القدر کا قیام ایمان کے ساتھ ثواب
کی نیت سے کیا اس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیئے
جاتے ہیں۔ جیسا کہ رمضان المبارک کے ایام میں روزے
رکھنے کا حق یعنی اس کی تمام شرائط کو پورا کرتا ہے تو آپؐ
نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس انسان کے پہلے گناہوں
کو معاف فرما دیتے ہیں۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ
مکفرات یعنی اعمال گناہ جھاڑنے والے گناہوں اور
صغائر کو مٹا ڈالتے ہیں اور کبائر کو ہلکا کر دیتے ہیں
اور اگر گناہ اس کے ذمے نہیں ہوتے تو بسبب مکفرات
کے بلند ہوتے ہیں درجے جنتوں میں۔ اِن مبارک ایام میں
رات کا قیام کیا یعنی تراویح پڑھے اور قرآن پاک
کی تلاوت کرے یا ذکر و اذکار وغیرہ میں مشغول رہے
تو اس عمل کے طفیل بھی غفور الرحیم خدائے بزرگ و برتر

اپنے بندے پر متوجہ ہوتے ہیں اور اس کے سابقہ گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں اور اپنے دوستوں اور نیک کار عباد میں اس کا شمار کرتے ہیں۔

روزے کی جزاء

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابنِ آدم جو نیک عمل کرتا ہے اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے سات سو نیکیوں تک، اللہ تعالےٰ نے فرمایا روزے کے سوا کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا وہ اپنی شہوت اور اپنا کھانا میری وجہ سے چھوڑ دیتا ہے روزہ دار کے لئے دو خوشی کے وقت ہیں جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور جس وقت اپنے پروردگار سے ملاقات کرے گا اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی بُو سے زیادہ خوش تر ہے۔ روزے ڈھال ہیں جس دن تم میں سے کسی کا روزہ ہو فحش بات نہ کرے۔ شور نہ مچائے اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے لڑے وہ کہے کہ میں روزہ سے ہوں۔

ابنِ آدم جو نیکی کرتا ہے اس کے عوض میں اللہ تبارک و تعالےٰ اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں درج فرماتے ہیں۔ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا،
یہ اس کا ادنیٰ درجہ ہے اور اگر مومن کا اخلاص اور صدقِ نیت زیادہ ہے تو اس کو اللہ تعالےٰ سات سو تک کر دیتا ہے، سورۂ بقرہ میں ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ الخ

جو لوگ اللہ کی راہ میں یعنی امورِ خیر اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں اُن کے خرچ کئے ہوئے مالوں کی حالت عنداللہ ایسی ہے جیسے ایک دانہ کی حالت، جس سے فرض کرو سات بالیں جمیں اور ہر بال کے اندر سو دانے ہوں۔ اسی طرح خدا تعالےٰ ان کا ثواب سات سو حصہ تک بڑھاتا ہے۔ اور یہ افزونی خدا تعالےٰ جس کو چاہتا ہے بقدرِ اس کے اخلاص اور مشقت کے عطا فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ

بڑی وسعت والے ہیں ان کے یہاں کسی چیز کی
کمی نہیں۔ وہ سب کو یہ افزونی دے سکتے
ہیں۔ مگر ساتھ ہی جاننے والے بھی ہیں
اس لئے اخلاصِ نیت وغیرہ کو دیکھ کر عطا[1]
فرماتے ہیں۔

اخلاصِ نیّت:

عام نیکی جو کہ اخلاصِ نیت کے ساتھ ہو اس کو رب
العزت سات سو تک بڑھا دیتے ہیں۔ مگر روزے
کے لئے ارشاد ہوتا ہے۔ فَاِنَّہٗ لِیْ وَ اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ
یعنی روزہ میرے لئے اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔
روزہ دار کے لئے دو خوشی کے وقت ہوتے ہیں
ایک تو وہ جس کے وقت روزہ افطار کرتا اور دوسری
خوشی اس وقت کو ہوگی جس وقت یہ اپنے پروردگار
سے ملاقات کرے گا۔ اور رب العزت اس کو اجرِ عظیم سے

---

[1] سورہ بقرہ آیت ۲۶۱

سرفراز فرمائیں گے۔

جو شخص روزے سے ہے تو اس کو چاہیئے کہ اس کا پورا احترام ملحوظ رکھے تاکہ کوئی ایسا کام نہ ہونے پائے جو کہ آدابِ روزہ کے خلاف ہو۔ روزہ رکھنے سے صبر اور اعلیٰ اخلاق کا خوگر ہونا مقصود ہے۔ لہٰذا جب بھی ایسا موقع آئے کہ بات جنگ و جدل تک پہنچ جائے تو اس کو چاہیئے کہ یہ فوراً کہہ دے کہ بھائی میں صائم ہوں یعنی روزے سے ہوں۔ جنگ و جدل کرنا ویسے بھی منع ہے اور پھر روزے کی حالت میں اس کا گناہ اور بڑھ جاتا ہے۔

سرکش شیاطین کی بندش

(حضرت) ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے شیطان اور سرکش جن قید کر دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا۔

جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ ایک ندا کرنے والا پکارتا ہے۔ اے خیر کے طلب کرنے والے متوجہ ہو۔ اور اے شر کے طلب کرنے والے بند رہ اور اللہ کے لئے آگ سے آزاد ہونے والے ہیں اور ایسا ہر رات ہوتا ہے[۱]۔

شیاطین کو اس لئے پابند کر دیا جاتا ہے کہ روزہ دار کے دل میں وسوسہ نہ ڈالے۔ آپ بہت سے ایسے افراد کو مشاہدہ کریں گے کہ وہ رمضان المبارک کے دنوں میں گناہوں سے مجتنب ہو جاتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف رجوع ہو جاتے ہیں اور بعض حضرات کو آپ دیکھتے ہیں کہ رمضان المبارک کے ایام کے باوجود وہ گناہوں سے باز نہیں آتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ شیاطین مقید ہیں مگر قلوب کے اندر جو معصیت سرایت کر گئی ہے اس کے رفع کرنے کی کوئی سعی نہیں کی گئی۔ اس

---

[۱]: رواہ الترمذی وابن ماجہ ورواہ احمد عن رجل وقال الترمذی ھذا حدیث غریب)

کے رفع کرنے کی کوئی سعی نہیں کی گئی۔ اس لئے سابقہ معصیتوں کی وجہ سے دل مردہ ہو چکا ہے۔ حق و باطل کا تمیز اس کے اندر ختم ہو گیا ہے۔ نفس کو گناہ کی عادت پڑ چکی ہے۔ اس کا علاج کثرتِ استغفار سے کیا جا سکتا ہے۔ جس طرح کہ انسان کے کپڑے پر کوئی گندگی لگ جاتی ہے تو اس کو پانی کے ساتھ دور کیا جاتا ہے اسی طرح دل کی زنگ آلودگیوں کو استغفار کے ساتھ صاف کیا جانا چاہیئے۔

كَلَّا بَلْ سكتہ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

کوئی نہیں پر زنگ پکڑ گیا ہے ان کے دلوں پر جو وہ کماتے تھے۔ اصل یہ کہ گناہوں کی کثرت سے ان کے دلوں پر زنگ چڑھ گئے ہیں۔ اس لئے حقائق صحیحہ کا انعکاس ان میں نہیں ہوتا۔ حدیث میں فرمایا کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے ایک سیاہ نقطہ اس کے دل پر لگ جاتا ہے، اگر توبہ کر لی تو مٹ گیا ورنہ جوں جوں گناہ کرتا جائے گا وہ نقطہ بڑھتا اور پھیلتا رہے گا تاآنکہ "قلب" بالکل کالا سیاہ ہو جائے کہ حق و باطل کی تمیز باقی نہ رہے۔ یہ ہی حال ان مکذبین کا سمجھو کہ شرارتیں کرتے کرتے ان کے دل بالکل مسخ ہو چکے ہیں۔

ایک پکارنے والا

ان ایام میں روزانہ ایک پکارنے والا پکارتا ہے
کہ خیر کے طالبو خدا کی رحمت کی طرف توجہ کرو۔ تاکہ
آپ کی جھولیوں کو رحمتِ پروردگار سے بھر لیا جائے
کیونکہ تھوڑے سے عمل کرنے پر خدائے بزرگ و برتر
بہت ثواب و اجر عطا فرماتے ہیں۔ اور گناہ سے
اپنے آپکو بچاؤ اللہ کی رحمت جوش میں ہے تاکہ
آپکے گناہوں سے عفو درگزر فرما دے اور بخشش
اور مغفرت سے آپکو ہمکنار فرما دے۔

روزے اور قرآن کی سفارش

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
روزے اور قرآن بندے کے لئے شفاعت
کریںگے۔ روزے کہیں گے اے میرے
پروردگار میں نے اس کو کھانے اور شہوات

سے دن کو روکے رکھا اس میں میری سفارش
قبول کر۔
قرآن کہے گا کہ اے اللہ۔ میں نے اس
بندے کو رات کو نیند سے روکے رکھا
تو میری اس میں سفارش قبول کر۔
اللہ جلّ شانہ' اِن کی سفارش قبول کی جائے گی۔
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
مبارک آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالےٰ کے
حضور دو چیزیں سفارش پیش کر سکیں گے۔
قال الصّیام والقرآن یشفعان للعبد
ایک روزہ اور دوسرا قرآن۔ کتنے خوش قسمت
ہیں وہ اصحاب جنہیں قرآن خوانی کی نعمت میسر
ہے۔ اس کے ایک ایک حرف پر اجر و ثواب کا
وعدہ ہے جو اس پر مداومت رکھے گا۔ دنیا
و آخرت میں اس کے برکات سے مستفید ہوگا۔
زندگی بھر اُسے کوئی پشیمانی نہ چھو سکے گی، ایک
بزرگ نے خواب میں ذاتِ باری تعالےٰ کی زیارت کی

تو عرض کرنے لگا کہ مولائے کریم آپ تک پہنچنے کے لیے کونسا طریق اختیار کیا جائے ؟ یعنی کس طرح آپ تک رسائی ہو سکتی ہے۔ تو جواب ملا کہ میرا قرآن آپ کے پاس موجود ہے اس کے ذریعے آپ میرا قرب حاصل کر سکتے ہیں۔ کلام الٰہی کے ذریعے ہی حضرت حق تعالیٰ تک رسائی ہو سکتی ہے۔ احادیث مبارک میں بے انتہا فضیلت قرآن حکیم کی مذکور ہے۔ جس کا یہاں موقع نہیں بیان کرنیکا۔

تلاوت قرآن

کوئی مشکل نہیں اگر ہم اپنے اوپر روزانہ کچھ حصّہ قرآن پاک لازم کرلیں اور روزانہ انوارِ الٰہیہ سے اپنے آپکو سعادت مند کریں۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ اور میں رمضان شریف میں بہت کثرت کے ساتھ طالبانِ حق جمع ہوتے آپ نے ایک مرتبہ رمضان شریف میں ان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

کہ رمضان شریف کے روزے کو تو قرآن شریف پڑھنے ہی کے لئے رکھنا چاہیئے۔ میں تو اگر کسی کو ذکر شغل شروع کراتا ہوں تو رمضان میں نہیں کراتا۔ بلکہ رمضان کے بعد کراتا ہوں۔

رمضان میں تو وہی عبادت ہونی چاہیئے جو ماثور اور منقول ہے۔ جس کو مقدمات لگاکر عبادت بنانا پڑے۔ اشغال مروجہ صوفیہ مقدمہ عبادت ہیں۔ اصل عبادت وہی ہے جو ماثور اور منقول ہو۔

اوقات میں برکات

مجاہد فی سبیل اللہ حضرت مولانا سید اسمٰعیل شہید رحمتہ اللہ علیہ نے گومتی کے میدان میں عصر و مغرب کے درمیان پورا قرآن مجید ختم کیا۔ یہ وقت کی برکت بطور کرامت تھی جو اولیاء اللہ کو نصیب ہوتی ہے ایدنبرہ میں شیخ عبدالعزیز دباغ رحمتہ اللہ علیہ کا

واقعہ لکھا ہے کہ ان کو حضرت خضر علیہ السلام نے کوئی وظیفہ پڑھنے کے لیے بتلایا تھا جو صبح سے عشاء تک پورا ہوتا تھا۔ پھر وقت میں برکت ہوئی تو مغرب تک ہونے لگا۔ پھر عصر تک، پھر ظہر تک، یہاں تک کہ آخر میں صبح کی نماز سے چاشت کی نماز تک پورے[1] ہونے لگا۔

ہر کام میں جب مقصود حق تعالےٰ کی ذاتِ اقدس ہو تو وہ ان کے اوقات کار میں برکات فرما دیتے ہیں۔

جنت میں حوروں کی روزہ

(حضرت) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سال کے شروع سے آئندہ سال تک رمضان کے لئے جنت کو مزین کیا جاتا ہے۔ جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے عرش کے نیچے سے جنت کے پتوں سے حورِ عین پر ایک ہوا چلتی ہے وہ کہتی

---

[1] مجالسِ حکیم الامت ص ۱۸۷

ہے، اے ہمارے رب: اپنے بندوں میں ہمارے
ایسے خاوند بنا جن کے ساتھ ہماری آنکھیں
ٹھنڈی ہوں اور ہمارے ساتھ ان کی آنکھیں
ٹھنڈی ہوں۔

جنت کی تزئین

جنت کو مزّین کیا جاتا ہے۔ شروع سال سے اسلامی مہینہ کی ابتداء محرم سے شروع ہوتی ہے۔ ساری جنت کو سجایا جاتا ہے۔ اس میں ترغیب ہے روزہ دار کے لئے۔ اُن کا یہ عمل عنداللہ اتنا بلند ہے کہ ان کے لئے جنت کو آراستہ کیا جاتا ہے اور پھر حوریں اپنے مولائے کریم کے حضور یہ التجا پیش کرتی ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمارے لئے ایسے رفیق بنا جس کے ساتھ ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہمارے ساتھ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ روزہ دار انسان کے لئے بہت سے انعامات کے ساتھ ساتھ حورِ عین کا انتظار بھی ہے کہ یہ حوریں ان کے انتظار میں ہیں۔ ان کا حسن اور خوبصورتی

اور طہارت ایسی ہوگی کہ کسی آنکھ نے اس سے پہلے اتنا حسن وجمال نہ دیکھے ہوگا۔ اور نہ سُنا ہوگا۔ یہ اُن لوگوں کو اللہ تبارک وتعالےٰ عطا فرماویں گے جنھوں نے اس عارضی زندگی میں اپنے مولائے کریم کی رضامندی کے لئے بھوک وپیاس کی تکلیف برداشت کی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں کوئی بندہ کہ روزہ رکھے ایک دن رمضان کے، مگر دی جاوے گی ایک زوجہ حورِعین سے بیچ خیمہ موتی کے جیسے کہ بیان کیا اللہ تعالےٰ نے حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ؎ (حوریں ہیں رُکی رہنے والیاں خیموں میں" اور نہیں ہاتھ لگایا ان کو کسی آدمی نے ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے۔"

جھوٹ سے اجتناب

رمضان المبارک کے ان بابرکت اور بافضیلت ایام میں ہمیں چاہیئے کہ اس کا پورا پورا احترام ملحوظ رکھیں اور ہر

؎: سورۃ الرحمٰن پ ۲۷

اس چیز سے اجتناب کریں جو کہ رمضان کے شایان شان نہ ہو۔ آپ اوپر والے صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ روزے کا مقصد تقویٰ ہے۔ یعنی ہر اس کام سے اجتناب جس سے اللہ اور اس کے پیارے رسول کی ناراضگی کا شائبہ ہو۔

(حضرت) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنا اور بُرا کام کرنا نہیں چھوڑتا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی کچھ ضرورت نہیں کہ وہ کھانا اور پینا چھوڑ دے۔"

روزے کا اصل مقصد یہ ہے کہ نفس امارہ کا سدباب ہو جائے، خواہشاتِ نفسانی سے ہٹ کر اُن چیزوں کا اپنے آپ کو پابند بنانا ہے۔ جس کی تعلیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دی ہے۔ ویسے بھی انسان کے اندر وہ اعلیٰ صفات موجود ہونی چاہئیں اور پھر روزے کا تو مقصود ہی یہی ہے کہ نفس کو اُن چیزوں سے روکا جائے جس سے معاشرے کے اندر ایک دوسرے کی آبرو ریزی ہوتی ہو۔ اسی طرح کفر کی باتیں کرنا، جھوٹی گواہی دینا۔ افترا کرنا، کسی مسلمان کی غیبت کرنا، کسی پہ بہتان باندھنا،

فحش کلامی کرنا، ایک دوسرے پہ لعن طعن کرنا کسی مسلمان سے تین دن سے زائد قطع تعلق کرنا، کسی بھائی کو اذیت دینا، کسی عورت کی طرف بنظر شہوت دیکھنا، عورت جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان لعین اُسے لوگوں کی نظروں میں خوب سجا کر پیش کرتا ہے۔ اور اس کے دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ آپ ذرا اس کی طرف تو دیکھیں اگرچہ وہ خوبصورت نہیں ہوتی مگر اس انسان کو گناہ میں مبتلا کرنے کی خاطر اسے دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ پہلی نظر معاف ہے اور دوسری نظر پہ یعنی اگر ارادتاً دوسری بار کسی عورت کی طرف نظر کی تو اس کا مواخذہ عنداللہ ہوگا۔ اس کو آنکھوں کی زنا سے تعبیر کرتے ہیں۔

ایک سوال

قارئین کرام! میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ اس زمین پہ بسنے والے سب اللہ تبارک وتعالےٰ کی عیال ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں۔ اگر ایک انسان روزے سے بھی ہے

اور ناپ تول میں کمی کا بھی مرتکب ہوتا ہے گھی میں گریس ملا کر مخلوقِ خدا کو تکلیف کا محرک بن رہا ہے۔ بنک کے ساتھ سود کا معاملہ بھی چل رہا ہے، کھانے کی اشیاء میں ملاوٹ کتنا بڑا جرم ہے، معاملات کے اندر دیانت و امانت کا تصور تک مفقود ہو چکا ہے کیا ہمارے روزے عنداللہ مقبول ہو سکتے ہیں؟ ہماری دعائیں بارگاہ ایزدی میں درجہ قبولیت سے ہمکنار ہو سکتی ہیں؟ مذکورہ حدیث مبارک کے الفاظ پر غور کریں۔

مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ ۔

"جو شخص نہ چھوڑے باطل بولنا اور کام کرنا بُرا، یعنی روزے میں، پس نہیں اللہ تعالیٰ کو کچھ حاجت اس میں کہ چھوڑا ہے اس شخص نے کھانا اپنا اور پینا اپنا۔" جب تک انسان اپنے وہ رحمانی صفات پیدا کرنے کی کوشش نہ کرے گا تو اس کے لئے برابر ہے کہ روزہ رکھے یا نہ رکھے۔

مغرب کی نقالی

آج مغرب کی نقالی نے سارے معاشرے

کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ جھوٹ بولنا فیشن بن چکا ہے۔ کبائر گناہوں پر مداومت نے نورِ ایمان کے چراغ کو اتنا زنگ آلود کر رکھا ہے کہ احساس تک ختم ہو چکا ہے۔ انسان خطا و نسیان کا پتلا ہے مگر آج کے مسلمان اور پہلے کے مسلمان میں فرق نمایاں ہے وہ کسی غلطی کے مرتکب ہو جانے کے بعد اپنی غلطی پر بڑے نادم و پشیمان ہوتے مگر آج یہ عالم ہے کہ گناہ پر ندامت تو درکنار اس پر مداومت نے احساس زیادہ ختم کر دیا۔

ع

ع وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

پستی اور غفلت

(حضرت) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، کتنے ہی ایسے روزہ دار ہیں ان کو روزوں سے صرف پیاس ملتی ہے۔ اور کتنے رات کو قیام کرنیوالے ہیں۔ ان کو قیام سے صرف بیداری[۱] ملتی ہے۔

روزے کے شرائط کو پورا نہ کیا گیا، تو ظاہر ہے، کہ اس انسان کو اس کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ سوائے پیاس یا بھوکا رہنے کے۔ روزے میں جب تک نیت خالص نہ ہو، اور ان ایام میں بھی اپنی اصلاح نہ کرے۔ اور وہی حالت رہے جو کہ پہلے سے تھی، بدقسمتی سے آج مسلمان کی کیا حالت ہو گئی ہے!۔ ایک شان مسلمان کی وہ تھی کہ مسلمانوں کے کردار و اخلاق کو دیکھ کر غیر مسلم، اسلام کی دولت سے مشرف ہو جاتے تھے۔ آپ کی دیانت و امانت، خدا ترسی، خدا شناسی کا وہ عالم کہ دیکھنے والا بلا تامل پکار اُٹھتا کہ جس تعلیم پر یہ مسلمان کاربند

---

[۱] رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ

ہیں۔یہی تعلیماتِ الٰہیہ ہو سکتی ہیں، مگر آج آپ دیکھ لیجئے کہ وہ رہبری و رہنمائی کرنے والی ملت آج کس پستی کا شکار ہو چکی ہے، کتنی بہت خرابیوں نے جنم لے لیا ہے۔ اب کوئی دیکھنے والا ان سے کیا اثر قبول کر سکتا ہے۔

رمضان المبارک کے بابرکت اور بافضیلت ایام میں بھی جس کی شب بیداری کیرم بورڈ، تاش و فلاش، اور قمار خانہ میں گذرتی ہے۔ حدیث مبارک کے الفاظ پر غور فرمائیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہٗ ابی و اُمی) کا ارشاد مبارک کا یہی مقصد ہے کہ رات کو تو جاگتے ہیں، مگر ثواب کوئی پلڑے میں نہیں پڑتا، اُلٹا گناہ کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں۔ ساری رات تاش و فلاش اور لہو لعب میں گذرتی ہے۔ ایسے حضرات کے لئے ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غور کرنا چاہیے۔ کہ ان کا یہ قیمتی وقت کس چیز میں ضائع ہو رہا ہے اور اس عظیم دن اپنے مولائے کریم کو کیا جواب دیں گے، جوکہ عنقریب قائم ہونے والا ہے! جس دن ہر ایک نے

اپنے عمل کا جواب دینا ہے، اور ذرہ ذرہ چیز کی باز پرس احکم الحاکمین فرمائیں گے۔

ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے اندر وہ صفات قدسی پیدا کرنے کی کوشش کریں جس سے اللہ جل جلالہٗ اور اُس کے پیارے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل ہو سکے۔ اور یہی وہ عظیم نعمت ہے جس سے ابدی آرام و راحت میسر آ سکتا ہے۔ اس کے لئے جذبے اور محنت کی ضرورت ہے۔ اصلاحِ احوال کے لئے کچھ عزم کی ضرورت ہے۔ دنیا کا کوئی کام بغیر محنت و کوشش کے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ رضائے مولائے کریم اور جنت کا حصول کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ اصلاح کا آسان طریقہ یہ ہے کہ:-

(۱) سب سے پہلے اپنے ماحول کی طرف توجہ دیں۔ اگر آپ کا ماحول ایسے نوجوانوں کا ہے۔ جو دیندار نہیں، اور ارکانِ اسلام کے پابند نہیں۔ تو فوراً آپ اُن سے تعلقات کم کرنے کی کوشش کریں۔ اور ایسے ماحول و ایسے افراد کے ساتھ تعلقات کی کوشش کریں، جو کہ دیندار ہوں۔

کیونکہ انسانی زندگی پر ماحول کے بڑے اثرات مرتب ہوتے ہیں، اگر ماحول خراب مل جاتا ہے تو بعض وقت غیر شعوری طور پر ایسے اُمور کا مرتکب ہو جاتا ہے جس سے پھر خلاصی انسان کے لئے نا ممکن ہو جاتی ہے۔ جیسے مشاہدۃً بعض ایسے نوجوانوں کو دیکھا گیا ہے کہ اگر نشہ آور کسی چیز کے عادی ہو گئے۔ پھر زندگی بھر اس لعنت سے خلاصی نہیں ہوتی۔ شراب و کباب و سرود کی محفلیں اور وی سی آر پر فحش اخلاق سوز فلمیں اور بلیو پرنٹ یہ سب کچھ انسان کے لئے غلط اور غیر صالح ماحول کی وجہ سے ہے۔

(۲) ایسے ماحول کی تلاش کرے، جو کہ دیندار افراد کا ہو۔ خدا کے فضل و کرم سے اس گئے گذرے دور میں بھی ایسے اصحاب کی کمی نہیں۔ جن کی نظریں ہر وقت اپنے خالق کی تلاش و جستجو میں لگی ہوئی ہیں۔ دین کے کاموں میں وہ پیش پیش رہتے ہیں ــ بزرگانِ دین اور اہلِ علم کی مجالس و صحبت سے انسان کے اندر وہ انقلابی تبدیلیاں رونما ہو جاتی ہیں۔ جس سے زندگی

بدل جاتی ہے۔ پھر انسان کو زندگی کا صحیح لطف آنے لگتا ہے کہ اصل مؤمنانہ زندگی یہ ہے۔

(۳) اگر نماز کی عادت نہیں تو فی الفور نماز شروع کردینی چاہیئے۔ نماز کے ساتھ بہت سے برکات سے انسان مستفید ہوتا ہے۔ قلب میں نورِ ایمان کی گرمی تیز ہو جاتی ہے۔ اور خواہش پرستی سے انسان رُک جاتا ہے، طہارت جسم کے ساتھ طہارتِ نفس بھی ہوتی ہے۔ اور ویسے اسلام کے اہم رکن سے بھی انسان سبکدوش ہو جاتا ہے۔ جو کہ اس کے ذمہ لازم تھا جس کی یوم الحساب کے دن ان سب سے پہلے باز پُرس ہوگی۔ فرائض کے ساتھ نوافل کا اہتمام بھی رکھنا چاہیئے کیونکہ اس سے قُربِ الٰہی میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۴) روزانہ کچھ حصہ قرآن شریف کی تلاوت کا شروع کردینا چاہیئے۔ اگر قرآن شریف پڑھا ہوا نہیں تو کسی عالم سے قرآن سیکھنے کا اہتمام کرنا چاہیئے، تاکہ احکام خداوندی اور منشائے ایزدی سے واقفیت حاصل ہوسکے۔

(۵) اپنے اخلاق کی درستگی کی طرف توجہ کرنی چاہیئے

بہت اصحاب فیشن کے طور پر سارے دن ایک دوسرے کو گالیاں اور فحش کلامی کرتے رہتے ہیں۔ اسے گناہِ بے لذت کہا جاتا ہے۔ "مفت کا گناہ کمانا"۔ ایک دوسرے کی طرف غلط باتیں منسوب کرنا، الزامات لگانا، سیاسی بحث مباحثوں میں ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنا، کسی کی تعریف میں حد سے زیادہ غلو کرنا یا کسی کی تنقیص یا کسی کی دل آزاری وغیرہ کرنا۔ یہ تمام اُمور ایسے ہیں جس سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ نورانیت کی بجائے ظلمت اُسے گھیر لیتی ہے، حتی الامکان ایسی فضول اور لغو باتوں سے ہر مسلمان کو پرہیز کرنا چاہیئے۔ انشاءاللہ ان اُمور پر عمل کرنے سے آپ کی تمام مشکلات رفع ہو جائیں گی۔ اور دنیا و آخرت میں کبھی پشیمانی نہ ہوگی اور زندگی میں طمانیت اور نور آپ محسوس کریں گے۔

دو مہینے کے روزے: بعض اصحاب اتنے بدنصیب ہوتے ہیں کہ رمضان المبارک کے یہ پاکیزہ ایام بھی اُن پر ایسے ہی گذر جاتے ہیں۔ روزہ جو کہ فرض ہے اُن

سے نہیں رکھا جاتا۔ سال بھر کے بعد ایک مہینہ مبارک آتا ہے۔ جس میں انوار الہیہ برستی ہیں۔ رحمتوں کا سیزن مگر بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو کہ فرض روزہ نہیں رکھتے اسی ماہ مبارک کے ایک دن کا روزہ جو قصداً بلا عذر شرعی نہیں رکھے گا اسے ایک روزے کے بدلے ساٹھ دن روزے رکھنے پڑیں گے۔ شہرین متتابعین۔ اور اگر روزے کی قوت نہیں، تو ساٹھ مساکین کو دونوں کی وقت کا کھانا کھلانا پڑے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت جو کہ امام احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی، بخاری نے نقل فرمائی ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے سخت الفاظ مبارک نقل کیے گئے ہیں اس روایت سے روزے کی اہمیت کا اندازہ آپ لگائیں۔

(حضرت) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بغیر کسی رخصت یا مرض کے رمضان کا ایک روزہ افطار کر لیتا ہے۔ زمانہ بھر روزے رکھنا اس

کی قضا نہیں بن سکتا۔ اگرچہ تمام عمر روزے رکھے۔
اسلام دینِ فطرت ہے، اگر کوئی تکلیف ہو، تو ایسی حالت میں یعنی عذر میں اگر روزہ نہ بھی رکھے، تو اس کی قضا کرلے، اور اگر عذر شرعی نہیں تو پھر ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔ اور اس ایک روزے کے بدلے میں اگر ساری عمر بھی روزے رکھے تو اس کے بدل نہیں ہو سکتے۔

حضرت ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر روزہ رمضان کا نہ رکھے اور پھر اس کے بدلے تمام عمر روزے رکھے تو نہیں کفایت کرتے۔ سیدنا حضرت علی رضؓ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا یہی مذہب ہے۔ گو بعض حضرات محدثین کرام نے ایسے بطریق مبالغہ اور تشدد پر محمول فرمایا ہے۔

جو وقت انسان سے گذر جاتا ہے وہ پھر ہاتھ نہیں آتا۔ اس لئے انسان کو کوشش کرنی چاہیئے کہ بغیر عذر شرعی کہ رمضان المبارک کے روزے ہاتھ سے نہ جانے دے، سال بھر میں ایک موقع ہاتھ آتا ہے وہ بھی ہم اپنے ہاتھوں سے گنوا دیں، تو یقیناً یہ ہماری بدقسمتی ہے ان

ساعات کی قدر کرنی چاہیئے، پتہ نہیں پھر یہ لمحے میسّر آتے بھی ہیں یا نہیں ۔ آج ایک چیز پر قدرت ہے کل کو کیا ہونا ہے۔ اس کا کسی کو علم نہیں !۔ آج جوانی ہے، صحت ہے ۔ اعضاء و قویٰ درست ہیں ۔ بدنی عبادات میں کچھ کر سکتے ہیں ۔ پھر کل کو کوئی اعتبار نہیں صحت کا۔ آج خدا تعالیٰ کا دیا ہوا مال موجود ہے ۔ اس میں سے اپنے کسی محتاج بھائی کی معاونت کا شرف حاصل کر سکتے ہیں، تو کل کو کیا خبر کہ کیا حالات پیش آتے ہیں، اس لئے مالی عبادات سے بھی پہلو تہی کرنی چاہیئے ۔ اللہ بزرگ و برتر کے وعدے سچے ہیں اور آپ کے ارشادات بالکل درست ہیں۔ قرآن حکیم میں ذاتِ باری تعالیٰ بار بار اپنے بندے کو اس طرف مبذول کراتے ہیں۔ کہ دنیا میں آنکھ بند کرنے سے پہلے اپنے لئے کچھ نیکی کما کر جانا چاہیئے ۔ کیونکہ اس عظیم الشان دن تو کوئی رو رعایت، کوئی سفارش، کوئی رشوت، اقرباء پروری تعلقات کی بناء پر خلاصی ممکن نہ ہوگی الا یہ کہ دنیا میں کوئی نیک اعمال کیئے ہوں، جو کہ ایک نور کی طرح انسان پر سایہ کیئے ہوں گے ۔ اللہ تعالیٰ تمام

بنی نوع انسان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے طریقوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمادے اور ہماری لغزشوں کو معاف فرمادے ، ہماری سیئات کو حسنات سے بدل دے۔

جہنم سے ستّر سال کی مسافت

(حضرت) اَبُوسَعِید خُدرِی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے۔ اللہ اسکے چہرہ کو ستّر سال کی مسافت تک آگ سے دور کردیتا ہے۔[1]

غور کیجئے کہ اگر ایک روزہ انسان اخلاص اور حسنِ نیت کے ساتھ رکھے ، تو اس کے لئے یہ خوشخبری ہے کہ اللہ تعالےٰ اس انسان کو جہنم سے دور کردے گا۔ حدیث مبارک کے الفاظ بَعَّدَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عَنِ النَّارِ

---

[1] متفق علیہ

یعنی اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے ستّر برس کی مسافت کے مقدار دُور فرما دے گا۔ مراد یہ ہے کہ اس انسان کی بخشش لازمی ہے، کیونکہ جو انسان حقوق اللہ اور حقوق العباد کا پورا پورا خیال رکھتا ہے۔ اور اس کی پوری پابندی کرتا ہے، تو ایسے انسان کو اللہ تعالیٰ جہنم کے حوالے نہیں فرمائیں گے۔ بلکہ ایسے اصحاب کے لئے جنت کی نعمتیں منتظر ہیں۔ آپ اُوپر کے صفحات میں حدیث مبارک پڑھ چکے ہیں، کہ روزہ دار کے لئے جنت ہیں حورِ عین خدائے بزرگ و برتر سے درخواست کرتی ہیں کہ، اللہ! دنیا میں جو روزہ دار ہمارے خاوند بننے والے ہیں، اُنہیں جلد ہم سے ملا، تاکہ ہماری آنکھیں اُن سے ٹھنڈی ہوں؛ اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں، اسی طرح دیگر انعامات خداوندی جو کہ انعام کے طور پر نیکوکار بندوں کو ملیں گے۔ وہ انسان کے منتظر ہیں اس وقت دو خوشیاں انسان کو میسّر ہوں گی. ایک تو یہ کہ کامیاب ہو کر خدا کے غضب کا نہیں، بلکہ اس کے کرم و مہربانی کا مستحق ہو گیا، اور دوسری

خوشی جنت کے انعامات کی، جب یہ ایسی چیزیں جنت میں ملاحظہ کرے گا۔ جو اس سے پہلے اس کے وہم وگمان تک میں نہیں گذری تھیں، اور یہ بات سچی ہوکر رہے گی کہ اللہ تعالےٰ کے وعدے بالکل سچے تھے جو کچھ ہمیں قرآن وسنت میں بتایا گیا تھا۔ وہ بالکل درست

مخبرِ صادقؐ کی اطلاع

اور حقیقت پر مبنی تھا جس کی اطلاع ہمیں مخبر صادق، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے دی تھی۔ سب سے بڑھ کر خوشی مؤمنین کے لئے اس وقت ہوگی جبکہ دیدار الٰہی کے لئے حجاب کے پردے ہٹا دیئے جائیں گے ہر ایک مسلمان اپنے مولائے کریم جلّ وعلا شانہٗ کا دیدار کریں گے، اور پھر سب کی ایک ہی پکار ہوگی وَقِیْلَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں اے پالنے والے جہانوں کے۔

(حضرت) اَبُوْ اُمَامہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھتا

ہے ۔ اللہ تعالیٰ اس کے درمیان اور آگ کے
درمیان آسمان وزمین کی مسافت کے قریب
خندق بنا دیتا ہے[1] ۔

ریاکاری سے اجتناب

اللہ تعالیٰ کی رضامندی طلب کرنے کے لئے روزہ رکھنا چاہیئے بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ انسان اس میں ریاکاری کرتا ہے یعنی لوگوں کو بتلانے کے لئے۔ تاکہ لوگ اُسے نیک و متقی شخص سمجھیں ، ظاہر ہے کہ اس عمل کا عنداللہ کوئی مقام نہیں ہوتا۔ کیونکہ مُراد اُسے لوگوں سے داد وصول کرنا تھا۔ سو کہ حاصل ہوگئی ۔ قیامت کے دن ایسے اعمال والے لوگوں کو اللہ تعالےٰ بُلاکر فرمائیں گے ،کہ انہیں جہنّم کی طرف لے چلو ، کیونکہ ان کے اعمال مردود ہیں ،میرے نزدیک مقبول نہیں، کیونکہ انہوں نے اہل دنیا کو دکھلانے کے لئے یہ کام کئے تھے ۔

---

[1] رواہ الترمذی

ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی عبادات میں کوشش کریں کہ کوئی کام ایسا نہ ہونے پائے جس میں ریاکاری کا شائبہ موجود ہو، جو لوگ بھی اس کے مرتکب ہوتے ہیں، یہ بھی ایک قسم کا شکوک ہے کہ جو کام ہمیں اپنے اللہ کے لئے کرنا چاہیئے، وہ شیطان لعین کے وسوسے کی وجہ سے مخلوق کی نمائش کے لئے سرانجام دیتے ہیں، مذکورہ حدیث شریف کا مقصد بھی یہی ہے کہ خدا کی راہ میں یعنی اس کی رضامندی طلب کرنے کے لئے یا جہاد میں یا حج وعُمرہ کے سفر میں یا علم طلب کرنے اِن تمام اُمور طلب کرنے میں رضائے الٰہی ہو، تو ایسے انسان کے لئے اللہ تعالےٰ آگ اور اس کے درمیان ایک پردۂ شدید حائل کردیتا ہے یعنی ان کو جہنم کی آگ سے بچا دیتا ہے — مالک الملک کتنے مہربان ہیں اپنے بندوں پر، اگر ایک بندہ اس کی رضا جوئی کے لئے کام کرے تو کتنے قدر دان ہیں کہ اُنہیں عذاب جہنم سے بچاکر اَبدی خوشیوں اور مسرتوں سے مالا مال فرمادیتے ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت

(حضرت) عبداللہ بن عمرو بن عاص (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہا۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عبداللہؓ مجھے خبر دی گئی ہے کہ تو دن کو روزہ رکھتا ہے، اور رات کو قیام کرتا ہے۔ میں نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ آپؐ نے فرمایا ایسا نہ کیا کر۔ روزہ رکھ افطار بھی کر اور سو بھی اور قیام بھی کر تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے۔ تیری آنکھ کا تجھ پر حق ہے۔ تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے، تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے۔ جس نے ہمیشہ کا روزہ رکھا، اس نے روزہ نہیں رکھا، ہر ماہ کے تین روزے ہمیشہ کے روزوں کا ثواب رکھتے ہیں۔ ہر ماہ میں تین روزے رکھا کر، ہر ماہ میں قرآن پاک پڑھا کر میں نے کہا (یعنی حضرت عبداللہؓ بن عمرو)

مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ فرمایا روزہ
رکھ، افضل روزہ داؤد کا روزہ ہے، ایک
دن روزہ رکھنا، ایک دن افطار کرنا اور
ہر سات راتوں میں ایک مرتبہ قرآن مجید
پڑھ لیا کر اور اس پر زیادہ[1] نہ کر۔

اسلام دینِ فطرت ہے۔ اس میں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اُن اُمور سے منع فرمایا کرتے تھے۔ جو کہ مشکل تر ہوتے، آپؐ ہمیشہ آسانی کی تلقین فرمایا کرتے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہٗ کو جب آپؐ نے یمن میں حاکم بنا کر بھیجا تو آپؐ نے اُن کو چند نصیحتیں فرمائیں، اُن میں ایک نصیحت یہ تھی کہ دیکھو! آسانی کرنے والے بننا تنگی اور نفرت دلانے والے نہ بننا۔ مذکورہ حدیث پر بھی غور فرمائیں، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہٗ ابی وامی) حضرت عبداللہ بن عمرو

---

[1] مشکوٰۃ شریف کتاب الصوم

بن عاص کو اُن کے اس عمل سے منع فرمارہے ہیں۔
جو کہ ان کی ذات پر سخت تر ہے۔ آپؓ دن کو
روزہ رکھتے، اور رات کو ساری رات قیام فرماتے،
عبادت میں مشغول رہتے، ظاہر ہے کہ انسان پر جس
طرح حق اللہ ہے۔ اُسی طرح حقوق العباد بھی ہیں۔
مؤمن کے لئے ان دونوں کی ادائیگی کا حکم ہے، حق اللہ
۔ اللہ کا حق اور حق العباد روئے زمین پر بسنے والے
انسانوں کا ایک دوسرے پر حق، اپنی اہل اور اپنے
عزیز و اقارب نیز اپنی جان کا حق ان تمام حقوق کا
ادا کرنے والا صحیح معنوں میں مؤمن کہلاتا ہے ۔

عبادات کا وہی تصوّر عنداللہ مقبول ہوتا ہے
جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے طریقِ مبارک پر
ہو، جہاں رخصت کی اجازت ہو، وہاں پر وہی
چیز ثواب ہے اپنی تئیں سے کوئی ایسا کام کرنا جو کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت نہ
ہو، اس کا کوئی ثواب نہیں ہوتا بلکہ وہ عنداللہ
مردود ہوتا ہے۔ اس حدیث مبارک میں اگر آپ

غور فرمائیں ، تو اس طرف اشارہ ہو رہا ہے ۔ کہ اتنی مشقت اور اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالنا درست نہیں کیونکہ انسان پر اپنے جسم کے بھی کچھ حقوق ہیں اگر انسان آرام نہیں کرے گا تو ظاہر ہے کہ زندگانی عبارت ہی اسی ہے ۔ قربان جائیے پروردگار عالم کے نظام قدرت سے، کہ آپؐ نے انسان کے سونے میں اس کی حیات رکھی ہے ۔ جب تک آرام نہیں کرے گا، زندہ نہیں رہ سکتا ، تعلیمات رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اسی طرح کی تاکیدات موجود ہیں کہ معاشرے کے اندر رہ کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بجا آوری کرنے والا ہی صحیح معنوں میں مسلمان کہلانے کا مستحق ہے ۔ اسلام کے اندر گوشہ نشینی کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ اس سے وہ فلسفہ فوت ہو جاتا ہے کہ اپنی اصلاح کرنی اور سارے معاشرے کی اصلاح مخلوقِ خدا کو غلط راستے سے روکنا اور صحیح راستے کی طرف اس کی رہنمائی کرنا یہ تبلیغی ذمہ داریاں مسلم معاشرے کے ہر ایک فرد پر لازم ہیں ۔

ناچیز کی بعض تقاریر جو کہ ریڈیو پاکستان پشاور کے پروگرام "آج کی بات" میں نشر کی گئی تھیں افادہ قارئین کے پیش کی جا رہی ہیں۔

رمضان المبارک کی برکتیں

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یاایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون

اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔ اس توقع پر کہ تم متقی بن جاؤ

(س بقرہ آیت ۱۸۳)

رمضان المبارک کا مہینہ سراسر رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے خوش نصیب ہیں وہ مسلمان جن کو اللہ تبارک وتعالےٰ نے یہ سعادت نصیب فرمائی۔ انسان کو اللہ پاک نے ایک خاص مقصد کے لئے پیدا فرما کر ساری کائنات کو اس کی خدمت گذاری میں لگا دیا ہے۔ آئیے کہ غور کریں کہ ہماری تخلیق کا کیا مقصد ہے؟

انسان کو کس مقصد کے لئے عدم سے وجود بخشا گیا ہے
وگرنہ ان کے حضور مخلوقات کی کمی نہ تھی، مگر انسان
کو اشرف المخلوقات کا لقب عطا فرما کر امامت کا
منصب بخشا گیا۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالےٰ ہے کہ:
انسان کو نہیں پیدا کیا مگر عبادت کے لئے عبادت
میں سے ایک اہم عبادت رمضان المبارک کے ایام میں
گنتی کے چند روزے رکھنے ہیں یہ عبادت رب العزت
کو اتنی عزیز ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک
تک اس مہینے میں روزے فرض کئے گئے۔

رمضان المبارک کا مہینہ اتنا برکتوں والا مہینہ ہے۔
اس مہینے میں رب العزت کی طرف سے بے پناہ برکات کا
نزول ہوتا ہے۔ اس مہینہ میں اللہ پاک کی عظیم الشان
کتاب قرآن پاک کا نزول ہوا

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ط
رمضان کا وہ مہینہ ہے، جس میں قرآن پاک نازل ہوا۔

یعنی اتنی فضیلت ہے اس مہینے کی کہ وہ عظیم المرتبت کتاب جو کہ قیامت تک تمام بنی نوع انسان کے لئے رشد و ہدایت کا مخزن ہے، اسی مہینے میں نازل ہوئی اور صرف قرآن پاک نہیں، اس کے علاوہ دیگر آسمانی کُتب کا نزول بھی اسی مہینہ میں ہوا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے اسی ماہ کی یکم یا تین تاریخ کو عطا ہوئے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور ۱۸ یا ۱۲ رمضان المبارک کو ملی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت ۶ رمضان المبارک کو عطا ہوئی اسی طرح سیّدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل ۱۲ یا ۱۳ رمضان المبارک کو عطا ہوئی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کے مہینے کو کلام الہٰی کے ساتھ خاص مناسبت ہے یہی وجہ ہے کہ اُمت کے علماء اس پر متفق ہیں کہ اس مہینے میں کثرت سے تلاوت قرآن مجید کی جائے۔

رمضان المبارک کی ہی یہ برکت ہے کہ حضرت جبرئیلؑ رمضان المبارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو تمام

قرآن کریم سناتے ۔ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے ۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ رمضان کیا چیز ہے؟ تو میری اُمت یہ تمنا کرے کہ سارا سال رمضان المبارک ہی ہو جائے ۔

رمضان المبارک کی برکات اور سعادت مندی کا اندازہ آپ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اس جذبہ سے لگائیں کہ رمضان کے مہینے میں سفر جہاد میں بھی بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجازت دینے کے روزہ کا اہتمام فرماتے ۔ حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکماً منع فرمانا پڑا

---

۲۰ رمضان المبارک کو ریڈیو پاکستان سے نشر کی گئی تقریر

پروگرام آج کی بات سے

روزہ میں عجز و انکساری

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ امّا بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ عن ابی ھُریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ من لم یدع قول الزور والعمل بہٖ فلیس للّٰہ حاجۃ ان یدع طعامہ و شرابہ۔ (رواہ البخاری)

رمضان المبارک کے ایام کی فضیلتوں اور برکات سے آپ باخبر ہی ہیں کہ اس مہینے میں ہر ایک عمل کا اجر و ثواب بڑھ جاتا ہے، نیک خصلتوں میں ایک اچھی خصلت یہ ہے کہ مسلمان اپنے اندر عجز و انکساری پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ حضرت سلمانؓ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخری تاریخ میں ہم لوگوں کو وعظ فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آرہا ہے جو بہت بڑا مہینہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس مہینے میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے ایسا ہے جیسا کہ رمضان میں فرض ادا کیا اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے، اسی طرح ایک دوسری روایت میں سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں انسان کے ہر نیک عمل کا کئی گنا زیادہ اجر ملتا ہے۔ ہر نیکی کم ازکم دس درجہ پاتی ہے اور سات سو درجہ تک بھی اللہ تعالیٰ عمل کا اجر بڑھا دیتے ہیں۔ غرض کہ ہر عمل کا اخلاص و للہیت اور اس کے منافع اور نتائج کے لحاظ سے اجر ملتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا سوائے روزے کے، کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ (روایت دیگر میں ہے کہ میں خود اس کا بدلہ ہوں)

ان روایات سے آپ اندازہ لگائیں کہ اس مہینے میں رمضان المبارک کی وجہ سے نیک عمل کرنے سے جہاں ثواب و اجر میں بے پناہ اضافہ ہوتا ہے وہاں پر مسلمانوں کو چند اُمور کی طرف بھی توجہ مرکوز کرنا چاہیئے کہ اصل رمضان المبارک کا فلسفہ کیا ہے؟

اس مبارک مہینے کے چند تقاضے ہیں کہ اس مہینے میں خواہشات نفسانی کو ترک کرکے اپنے اندر عجز و انکساری پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ عجز و انکساری صفتِ محمود ہے جس کا تعلق بندے کے ساتھ لازم ہے۔ جب تک ایک مسلمان کے اندر عاجزی اور تواضع نہ پیدا ہو گی، اس کا

کوئی عمل اجر و ثواب کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ اگر غور کیا جائے تو اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ روح روزہ یہی ہے کہ انسان کے اندر عجز و انکساری، اخلاق حسنہ، صفات حمیدہ پیدا ہوں۔ اور بد اخلاقی، خواہشات نفسانی، تکبر و عجب جیسی غیر اخلاقی چیزوں سے مجتنب رہے۔ انسان کی بھلائی عجز و تواضع میں ہی مضمر ہے۔ اور یہی رمضان المبارک کا فلسفہ حیات ہے کہ انسان شرافت، حیا و عفت بردباری، تحمل اخلاقِ حسنہ کا پیکر بن کر روزے کے اصل مقاصد کو پورا کرنے کی سعی کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس نے عاجزی کی۔ اس کا مقام ربّ العزت بلند فرمادیں گے۔ یعنی دنیوی و اخروی عزت وجاہت اس میں ہے کہ انسان اپنے آپ کو عجز و انکساری کا مجسمہ بنا کر روزے کی روح کو اپنے اندر اجاگر کرے۔ اور اگر رمضان المبارک کے ان مبارک ایام میں بھی وہ اپنے اندر وہ تبدیلی رونما نہ کرسکا جو کہ پہلے سے موجود ہے تو اس کا عذاب بھی کم نہ ہوگا۔

ایک انسان روزہ ہونے کے باوجود بھی اپنی اصلاح نہیں کرتا، عاجزی و تواضع کی جو تعلیم دی گئی ہے۔ اس پر عمل نہیں کرتا۔ اسی طرح جھوٹ، غیبت اور فحش بیہودہ کی عادت کو اپنے اندر سے نہیں نکالتا۔ تو وہ بڑے خسارے میں ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جس شخص نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی پرواہ نہیں، یعنی روزہ سے قرب الٰہی اور حصول رضا مولیٰ کا جو نتیجہ مرتب ہونا چاہیئے وہ نہیں ہوگا۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخری تاریخ میں ہم لوگوں کو وعظ فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آرہا ہے، جو بہت بڑا اور بابرکت مہینہ ہے۔ جو شخص اس مہینے میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ قرب حاصل کرے۔ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض ادا کیا۔ اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے۔ وہ ایسا ہے۔ جیسا کہ غیر رمضان میں ستر

فرض ادا کرے، یہ مہینہ صبر کا اور صبر کا بدلہ جنّت ہے اور یہ ہمیشہ لوگوں کے ساتھ غمخواری کرنے کا ہے آپ اندازہ لگائیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس مہینہ کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے دو چیزوں کا ذکر فرمایا ایک تو یہ کہ اس مہینے میں کوئی عمل کرنے سے ثواب و اجر زیادہ ہو جاتا ہے اور دوسری بات یہ ذکر فرمائی کہ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، درحقیقت صبر اسی وقت انسان کے اندر آئے گا جبکہ انسان میں عاجزی و تواضع کا جذبہ موجزن ہوگا عجز کی یہ حالت کہ اپنے آپ کو مالک حقیقی کی مرضیات کے تابع کر دیں۔

یہی وجہ ہے کہ بزرگوں نے اس مہینے میں انسان کو تلقین کی ہے کہ اپنی عاجزی اللہ کے حضور پیش کرکے اس نعمت کے اپنے آپ کو مستحق بنالیں کہ اللہ تعالےٰ رمضان کی برکت سے تمام گناہ گاروں کو معاف فرمادیتے ہیں۔ اس مہینے میں یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ رب العزت کے حضور عاجزی و تواضع گڑگڑا کر اپنے گناہوں

اور کوتاہیوں کی معافی طلب کی جائے۔ پتہ نہیں پھر عمر وفا بھی کرتی ہے یا نہیں؟۔

واللہ اعلم دوسرے رمضان تک کون جیتا ہے۔ اور کون مرتا ہے!۔

حدیث مبارک میں ہے کہ: یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصّہ رحمت ہے اور درمیانی حصّہ مغفرت ہے۔ اور آخری حصّہ آگ سے آزادی ہے۔

رمضان المبارک کے ان ایام میں روزے کا مقصد صرف اتنا ہی نہیں کہ اکل و شرب کے ترک کر دینے سے روزے کا مقصد پورا ہو گیا۔ بلکہ روزے کا فلسفہ یہ ہے کہ انسان کے اندر وہ تمام خوبیاں پیدا ہو جائیں جو کہ اللہ کے ایک مؤمن بندے کے لئے ضروری ہیں۔ روزہ دار کا دل عجب و تکبّر، کینہ و بغض، غیبت و الزام تراشی، ضرر و تکلیف رسانیٔ مخلوق۔ غرض کہ ان تمام خواہشات نفسانی سے پاک ہو۔ اپنی مرضیات کو ترک کر کے اپنے مالک حقیقی کی مرضیات کے اپنے آپ کو تابع بنا دے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔
کہ روزہ دار عورتوں سے میل جول کی باتیں نہ کرے اور
نہ شور و غل مچائے اگر اسے کوئی گالی بھی دے یا لڑائی
کرے (تو اس کے عجز و انکساری کی یہ حالت ہو کہ)
وہ اتنا کہہ دے کہ فلیقل انی صائم میں روزہ سے ہوں
برادران اسلام! آیئے اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں
اپنے اعمال کا جائزہ لیں کہ ہمارے اندر وہ چیزیں موجود
ہیں جس کی تعلیم ہمیں اللہ پاک کے پیارے رسول صلی
اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اگر جواب نفی میں ہے۔
تو جان لینا چاہیئے کہ ہم اپنی عبادات میں کامیاب
نہیں ہوئے!

میں نے ابتدا میں جو حدیث شریف
پڑھی ہے۔ اس کے راوی حضرت سیدنا
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ
آنحضرت ؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے جھوٹ بولنا
اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا۔ تو اللہ تعالےٰ کو
اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی پرواہ نہیں۔

فضائل لیلۃ القدر :- خطبہ مسنونہ کے بعد!

حضرات :- سورۃ القدر سے شبِقدر کی عظمت اور منزلت کا پتہ چلتا ہے ، قرآن مجید اسی رات نازل ہوا ہے لیلۃ القدر کی ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے ۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل کے چار حضرات کا ذکر فرمایا حضرت ایوب علیہ السلام ، حضرت ذکریا علیہ السلام ، حضرت حزقیل علیہ السلام اور حضرت یوشع علیہ السلام ، یہ چاروں حضرات اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ بندے تھے ۔ اور اسّی سال تک اللہ کی عبادت کرتے رہے ، اور پل جھپکنے کے برابر بھی اللہ تعالےٰ کی نافرمانی نہیں کی ۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حیرت ہوئی ۔ تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے ۔ اور سورۃ القدر سنائی۔

اس رات کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے ۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰئِکَۃُ اس رات میں فرشتے اترتے ہیں ۔

علاّمہ رازی رحمۃ اللہ علیہ انسان کو مخاطب کرکے لکھتے ہیں
کہ ملائکہ نے جب ابتداء میں تجھے دیکھا تھا۔ تو تجھ سے
نفرت ظاہر کی تھی اور بارگاہ عالی میں عرض کیا تھا۔
کہ ایسی چیز کو آپ پیدا فرماتے ہیں جو دنیا میں فساد
پیدا کرے۔ اور خون بہادے، اس کے بعد والدین نے
جب تجھے اول دیکھا جبکہ تو منی کا قطرہ تھا۔ تو تجھ سے نفرت
کی تھی۔ حتیٰ کہ کپڑے کو اگر لگ جاتا تو کپڑے دھونے
کی نوبت آئی لیکن جب اللہ تبارک و تعالےٰ نے
اس قطرہ کو بہترین صورت مرحمت فرمائی، تو والدین
کو بھی شفقت اور پیار کی نوبت آئی۔ اور آج جبکہ
توفیق رہی تو شبِ قدر میں معرفتِ الٰہی اور طاعت
ربّانی میں مشغول ہے۔ تو ملائکہ بھی اپنے اس فقرہ کی
کی معذرت کرنے کے لیے اترتے ہیں۔ وَالرُّوْحُ فِیْهَا
اور اس رات روح القدس یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام
بھی نازل ہوتے ہیں۔

روح کے معنی میں مفسرین کے چند قول ہیں۔ جمہور کا
یہی قول ہے جو اوپر لکھا گیا کہ اس سے حضرت جبرئیل علیہ

مراد ہیں۔ علامہ رازی نے لکھا ہے کہ یہی قول زیادہ صحیح
ہے، اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کی فضیلت کی وجہ سے
ملائکہ کے ذکر کے بعد خاص طور سے ان کا ذکر فرمایا۔
بعض کا قول ہے کہ روح سے مراد ایک بہت بڑا فرشتہ
ہے کہ تمام آسمان و زمین اس کے سامنے ایک لقمہ کے بقدر
ہیں۔ بعضوں کا قول ہے کہ اس سے مراد فرشتوں کی ایک
مخصوص جماعت ہے، جو فرشتوں کو بھی صرف لیلۃ القدر
ہی میں نظر آتے ہیں۔ چوتھا قول یہ ہے کہ یہ اللہ کی کوئی
مخصوص مخلوق ہے جو کھاتے پیتے ہیں۔ مگر نہ فرشتے ہیں
نہ انسان۔ پانچواں یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں جو
اُمت محمدیہ کے کارنامے دیکھنے کے لئے ملائکہ کے ساتھ اُترتے
ہیں۔ چھٹا قول یہ ہے کہ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی خاص رحمت
ہے یعنی اس رات میں ملائکہ نازل ہوتے ہیں، اور
انکے بعد میری رحمت خاص نازل ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ
اور بھی چند اقوال ہیں۔ مگر مشہور قول پہلا ہی ہے۔
سنن بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ شب قدر

ہیں حضرت جبرائیل علیہ السّلام فرشتوں کے ایک گروہ کے ساتھ اترتے ہیں اور جس شخص کو ذکر وغیرہ میں مشغول دیکھتے ہیں۔ اس کے لئے رحمت کی دُعا کرتے ہیں۔ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ــ" اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر زمین کی طرف اُترتے ہیں۔"

"مظاہر حق" میں لکھا ہے کہ اسی رات میں ملائکہ کی پیدائش ہوئی، اور اسی رات میں آدم علیہ السّلام کا مادہ جمع ہونا شروع ہوا۔ اسی رات میں جنت میں درخت لگائے گئے اور دُعا وغیرہ کا قبول ہونا تو بکثرت روایات میں وارد ہے۔

درمنثور کی ایک روایت میں ہے کہ اسی رات میں حضرت عیسٰے علیہ السلام آسمان پر اُٹھائے گئے اور اسی رات میں بنی اسرائیل کی توبہ قبول ہوئی، سَلٰمٌ "وہ رات سراپا سلام ہے" یعنی تمام رات ملائکہ کی طرف سے مؤمنین پر سلام ہوتا رہتا ہے کہ ایک فوج آتی ہے دوسری جاتی ہے جیسا کہ بعض روایات میں ہے، یا یہ مراد ہے کہ یہ رات سراپا سلامتی ہے۔ شر وفساد وغیرہ سے امن ہے۔

ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۔ "وہ رات الٰہی برکات کے ساتھ تمام رات طلوع فجر تک رہتی ہے"۔ یہ نہیں کہ رات کے کسی خاص حصے میں یہ برکت ہو۔ اور کسی میں نہ ہو۔ بلکہ صبح ہونے تک ان برکات کا ظہور رہتا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کا واقعہ

علماء نے لکھا ہے کہ ایک روز حضرت عیسٰے علیہ السّلام ایک جنگل بیابان میں سے گذر رہے تھے کہ ایک خوبصورت سفید پتھر پر نظر پڑی۔ حیرت ہوئی کہ اے اللہ اتنا خوبصورت! جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے۔ اور فرمانے لگے حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو کہ اے عیسٰی علیہ السلام! اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ تو اس پتھر پر کیا تعجب کرتا ہے۔ اس کو اپنی عصا سے مار کر دیکھ۔ اس کے بیچ میں کیا ہے۔ حضرت عیسٰے علیہ السّلام نے اپنے عصا سے پتھر مارا۔ پتھر دو ٹوٹے ہوگیا۔ بیچ میں ایک سفید ریش بزرگ بیٹھے ہوئے تھے، تسبیح سے اللہ اللہ کا ورد کر رہے ہیں۔ حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے تعجب کی انتہا نہ رہی۔ اس بزرگ سے پوچھتے ہیں کہ

آپ کی کتنی عمر ہو گئی ہے اس پتھر میں وہ بزرگ فرمانے لگے کہ ۵۰۰ سال ہو گئے ہیں اللہ تبارک و تعالےٰ میری ساری ضروریات پوری فرما رہا ہے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام فرمانے لگے کہ اے اللہ آپ کی درگاہ میں اس بزرگ کی عبادت سے زیادہ منظور و مقبول کسی دوسرے بندے کی ہوگی۔ تو اللہ پاک نے فرمایا کہ اے عیسٰی تیرے بعد ایک نبیؐ پیدا کرنے والا ہوں جس کا نام حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کی اُمت پر ایک ماہ کے روزے فرض کر دوں گا۔ اس مہینہ میں ایک شب ہوگی لیلۃ القدر کی۔ اس ایک رات یعنی لیلۃ القدر کی عبادت مجھے اس سے زیادہ منظور و مقبول ہوگی۔ تو فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اللہ کی دربار میں دُعا کی کہ اے اللہ! مجھے بھی اس اُمت میں سے کر دیجیو۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی دُعا قبول فرمائی۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان پر اُٹھا لیے گئے ہیں۔ اور پھر دُنیا میں تشریف لائیں گے۔

○ پاکستان کا مقصد وجود ○ شہیدوں کا خون ○ بچیوں کی عصمت دری
○ قیامت خیز مناظر ○ غدارانِ ملک و ملت کی فہرست ○ پاکستان کی آخری منزل
○ داعیان قوم کی پکار ○ پاکستان میں تحریک اسلامی کا ایک مفصل جائزہ۔

پاکستان میں نظامِ اسلام کی منزل

تحریر : اشرف علی قریشی

مصنف کی قلم سے پہلی بار حقائق سے لبریز غلبۂ اسلام کی تحریک پر مفصل گفتگو کیا کھویا کیا پایا۔ ملک کے سرکردہ لیڈروں اور مذہبی مشاہیر کے ساتھ مصنف کی ملاقاتیں اور ان کے بارے میں تاثرات۔ مصنف کے زمانہ اسیری کے چند یادگار واقعات۔ تحریک اسلامی کے کارکنوں کے آئندہ عزائم۔ ایک ولولہ انگیز فکر۔ جذبہ جہاد سے لبریز مجموعہ جسمیں مصنف کے درد بھرے الفاظ میں وہ ادارئے بھی شامل ہیں جو کہ انہوں نے صدائے اسلام میں وقتاً وقتاً سپرد قلم کئے۔

اس ملک میں غلبہ اسلام کا درد رکھنے والے ھر ایک کارکن کیلئے اس کا مطالعہ ضروری ھے: آج ھی آرڈر دے کر اپنا نسخہ محفوظ کرا لیجئے۔

الاشرف پبلیکیشنز جامعہ اشرفیہ پشاور

سیرت و سوانح

حضرت مولانا عبدالودود قریشیؒ

☆

سیرت و سوانح حضرت العلامہ مولانا عبدالودود قریشیؒ بانی جامعہ اشرفیہ جس میں ان کی قید و بند کی صعوبتوں کی روئیداد، جیل کے حالات و واقعات، جامعہ اشرفیہ کی تاسیس نیز ان کی علمی، دینی و تبلیغی کارناموں کی تفصیلات اور اُن کے مجاہدانہ کارناموں کی مکمل داستان۔

☆

مرتبہ

اشرف علی قریشی

آج ہی اپنے قریبی بُک اسٹال سے یا براہِ راست

مؤتمر المؤلفین جامعہ اشرفیہ پشاور

سے طلب فرمائیں